

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی راستوں اجلاس

مباحثات 2014ء

(اجلاس منعقدہ 13 جنوری 2014ء بطابق ریج الاول 1435 ہجری بروز سوموار)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجیح۔	2
2	چیز مینوں کے پیغام کا اعلان	3
3	وفقیہ سوالات۔	3
4	رخصت کی درخواستیں۔	10
5	تحریک التوانگر 1 من جانب جناب منظور احمد کاٹڑ۔	11
6	مشترکہ تحریک التوانگر 2 من جانب انجینئر زمرک خان۔	15
7	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	18
8	پوائنٹ آف آرڈر رز۔	21

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 13 جنوری 2014ء بمقابلہ 11 رجع الاول 1435 ہجری بروز سوموار بوقت شام 4 بجھر 05 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أُولَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ه وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ه وَأَنْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدًا كُمْ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخْرُتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ ه فَاصَّدَقُ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ه وَلَنْ يُؤْخِرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ط وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ه

(پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنافقون آیات نمبر ۹ تا ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپنے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آپنچا اس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا أَلْبَلَغْ -

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے I will announce the Chairmen جناب اسپیکر: In case the Speaker and Deputy Speaker are not available. According to the Rules and Procedure of the Balochistan Assembly 1974, Rule No.13, the following are named as Panel of Chairmen :-

- | | | | |
|-----|---------------------------|-------------------------------|-----|
| 1 - | میر عبدالکریم نوٹشیر وانی | حاجی گل محمد مژر | 2 - |
| 3 - | جناب نصراللہ خان زیرے | محترمہ راحیلہ حمید خان درانی۔ | 4 - |

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر: مولانا عبدالواسع صاحب! اپنا سوال نمبر 1 دریافت کریں۔

1☆ قائد حزب اختلاف (:

کیا وزیر ملازم متمہاۓ عمومی نظم و نق از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں تاحال گریڈ 17 و بالا کے مختلف مکھموں کے افران کے تبادلے کیئے گئے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو تسلیع و ارتضیل دی جائے؟
نواب محمد خان شاہوی (وزیر ملازم متمہاۓ عمومی نظم و نق): گریڈ 17 و بالا کے مختلف مکھموں کے تبادلہ کردہ افران کی تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے سوال دیکھ لیا جواب پڑھ لیا۔ مولانا صاحب! اسکو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر کوئی ضمنی پوچھنا چاہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب ہماری ایک ہی شکایت ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کے دور کی ہی شکایتیں دوبارہ ٹیکی کا سٹ ہو رہی ہیں۔

قائد حزب اختلاف: نہیں نہیں، ہمارے دور میں نہیں ہوئے موجودہ حکومت کے دور میں وہ کہا کرتے تھے ”کہ ہم میرٹ کا خیال رکھتے ہیں کوئی جو نیز کو سینٹر پوسٹ پر نہیں لگائیں گے“، ہم یہی پوچھنا چاہتے تھے۔

جناب اسپیکر: مولانا! ما یک آن کریں۔ کیا ما یک آن ہے؟

قائد حزب اختلاف: ما یک آن ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب کی آواز کیوں تلکی آ رہی ہے۔ صحت مند مولانا کی آواز تلکی نہیں آنی چاہیے۔

جناب عبدالجید خان اچھری: مولانا صاحب اپوزیشن میں نہیں رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں ہوتا ہے۔ اسم اللہ اچھی کریں، موسم سرد ہے گھروں میں گیس، بجلی نہیں ہیں یہی کوزی ہاؤس ہے ادھری نیند کریں، گھروں میں تو نیند ہی ختم ہو گئی ہے نہ چولھا جبل رہا ہے نہ کچھ اور۔ اس پر ڈاکٹر صاحب سے علیحدہ بات کریں گے۔

قائد حزب اخلاق: اسی floor پر ہمارے CM صاحب نے یا حکومت میں شامل دوسرے دوستوں نے کہا تھا کہ سابقہ دورِ حکومت میں بلوچستان میں سینئر ملازمین کی جگہ جونیئر ملازمین کی پوسٹنگ کی گئی گریڈ 19 کی جگہ گریڈ 18 اور گریڈ 18 کی جگہ گریڈ 17 کو لایا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ابھی بھی وہی سلسلہ جاری ہے۔ لیکن میں نہیں کہتا ہوں کیونکہ ہم نے بھی کئے تھے۔ لیکن اب اس حکومت کے وعدے کے مطابق جوانہوں نے کہا ”کہ ہم نہیں کرتے ہیں“۔ اب بھی وہی سلسلہ جاری ہے، کیونکہ جب میں اس list پر نظر ڈالتا ہوں فلاناں فلاناں وغیرہ تو اسکا مطلب یہی ہے کہ اسی گریڈ کے مطابق نہیں ہیں انہوں نے ادھر کھے ہیں۔ لیکن میں حکومت سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یادہ وعدہ، وعدہ نہیں تھا یا یہ عمل۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ جی نواب شاہو ای صاحب۔

وزیر ملازمتہاۓ امور نظم و نسق: Thank you Mr. Speaker Sahib. اس کیلئے مولانا صاحب سے ہم وقت چاہیں گے تاکہ اسکی تفصیل ذرا ہم باقاعدہ طور پر دیں۔ اور وہ مہربانی کر کے اپنا سوال مجھے دے دیں تاکہ اسکا تفصیل ہم جواب انکو دے دیں۔

جناب اسپیکر: سوال تو ہے پوسٹنگ، ٹرانسفر کا۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

قائد ایوان: میرے خیال میں جو مولانا صاحب نے کہا تھا وہ اس طرح نہیں ہے۔ مولانا صاحب اگر اسکی تفصیلات پر جائیں کوئی بھی کمشنز اور ڈپٹی کمشنز جو نیئر نہیں لگا ہے نہ کوئی ایکٹنگ کمشنز نہ ڈپٹی کمشنز لگا ہے۔ تمام جو گریڈ 17 کی پوسٹیں ہیں وہ اُنکے مطابق ہیں۔ مولانا صاحب! اسکی تھوڑی سی نشاندہی کر دیں کہ کونسا ہے؟ اگر سو میں ایک ہوگا وہ بھی اسلئے کہ اُسکا بورڈ نہیں ہے۔ بورڈ اُسکا ہوگا جسکو وہ دیا ہے۔ مولانا صاحب! ہمارے جتنے بھی کمشنز ہیں وہ گریڈ 19,20 کے ہیں اور ڈپٹی کمشنز گریڈ 18,19 کے ہیں۔ اور جتنے بھی

اسٹینٹ کمشنر ہیں وہ گریڈ۔ 17 کے ہیں۔ کہاں ہم نے breach کیا ہے تھوڑی سی نشاندہی تو کرونا۔ اکاؤنٹ کا ہو گا یا راباتی سارے تو اُسی طرح ہیں۔

قائد حزب اختلاف: آئیں کچھ میرے دوست ہیں اگر میں انکا نام لوں تو وہ مجھ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ بس یہی ٹھیک ہے لیکن یہ بتیں نہیں کروں۔

جناب اسپیکر: چلیں جی۔ Next question پر آتے ہیں۔ سردار محمد اختر مینگل کا سوال نمبر 8۔ Anybody on his behalf please? Any supplementary?

ہاں ویسے We will move down to the next question.

اصولًا پہلے روایت یہی رہی ہے کہ on his behalf کرتے تھے۔ لیکن میرے خیال میں اگر میر خود آئے تو بہتر ہو گا۔ CM صاحب کی خود خواہش ہے کہ defer ہو۔

کہ سابقہ Parliamentarian بھی رہے ہیں، We can seek the question again.

پھر 46 سوال Next question 46 بھی سردار اختر مینگل صاحب کا ہے۔ That is deferred.

question no 48 بھی سردار اختر مینگل صاحب کا ہے۔ That is also deferred.

صاحب ہیں؟ سوال نمبر 62۔ Anybody on his behalf? We will defer it.

also پارلیمنٹ میں سردار ہو، سنتو ش ہو، جان ہو، بیجان ہو، سب ایک ہیں۔ مفتی گلاب صاحب! آپکا اپنا

سوال نمبر 65۔

65☆ مفتی گلاب خان کا کڑ:

کیا وزیر ملازم متهہرے و عمومی نظم و نسق از راہ کرم فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں نگران وزیر اعلیٰ اوزراء صاحبان پہلوں سیکرٹری صاحبان کو گریڈ 1 تا گریڈ 15 کے ملازمین کی تعیناتی کا اختیار حاصل تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس دوران مختلف محکمہ جات میں تعینات شدہ افراد کی تفصیل دی جائے؟

وزیر ملازم متهہرے و عمومی نظم و نسق:

نگران دور حکومت میں مکمل ملازم متهہرے و عمومی نظم و نسق میں کوئی تعیناتی نہیں کی گئی۔

جناب اسپیکر: جواب آیا ہوا ہے۔ گلاب صاحب! اس پر آپ کا ضمنی سوال ہے۔ چلیں ضمنی نہیں۔ میرے خیال

میں next question - انجینئر زمرک خان صاحب آپ کا سوال نمبر 72۔

☆ 72 انجینئر زمرک خان۔

کیا وزیر ملازمتہاے و عمومی نظم و نق از راہ کرم فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں ضلع قلعہ عبداللہ میں مختلف محکمہ جات میں متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی تھیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا نگران حکومت کو ملازم میں تعینات کرنے کا اختیار حاصل تھا؟ وزیر ملازمتہاے و عمومی نظم و نق:

نگران دور حکومت میں ضلع قلعہ عبداللہ میں مختلف محکمہ جات میں تعیناتیاں سے ایڈمن و نگ ایس اینڈ جی اے ڈی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: انجینئر زمرک خان صاحب! کوئی ضمنی؟

انجینئر زمرک خان: اس میں انہوں نے جواب دیا ہوا ہے کہ ضلع قلعہ عبداللہ میں کوئی تعیناتی اس وقت نہیں ہوئی ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے میں اسکے متعلق کس سے پوچھ لوں؟ جب محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نہیں بتا سکتا تو کون بتائے گا مجھے؟

جناب اسپیکر: نواب صاحب!

نواب محمد خان شاہ ہوائی (وزیر ملازمتہاے امور عمومی نظم و نق): جواب میں یہ ہے کہ ایڈمن و نگ ایس اینڈ جی اے ڈی کا اس سے کوئی تعلق نہیں الہادہ متعلقة محکمہ سے اسکے بارے میں پوچھیں۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! اس کا تعلق جس محکمے سے ہے اُسی پر آپ دوبارہ اسی سیشن کے دوران fresh question کر دیں۔

انجینئر زمرک خان: مگر اس کی تفصیل ہم کہاں سے لے لیں؟

قائد ایوان: آپ پڑانے پار یعنی ہیں۔ جس محکمے میں تعیناتیاں ہوئی ہیں، ایجوکیشن میں ہوئی ہیں تو آپ ایجوکیشن سے اگر ہمیتھے میں ہوئی ہیں تو آپ ہمیتھے سے سوال کر سکتے ہیں اگر ایس اینڈ جی اے ڈی میں ہوئی ہیں تو اسکا جواب ایس اینڈ جی اے ڈی دے گا۔ تو جن محکموں میں آپ سمجھتے ہیں اُن سے آپ question کریں وہی محکمے آپ کا جواب دیں گے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی سب کا جواب نہیں دیگا۔

قائد حزب اختلاف: CM صاحب نے جو کہا، اسمبلی کا طریقہ کاری ہے کہ ملازمتوں کے بارے میں حکومت سے بتوسط محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی پوچھا جاتا ہے۔ پھر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی اُنہی محکموں سے برآہ راست

دریافت کرتا ہے۔ اب تک تو یہی سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ٹھیک ہے کہ سوال اسی طرح انہوں نے کیا گیا ہے کہ وزیر ملازمتھاۓ و عمومی نظم نقش کہتے ہیں کہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں اس قسم کے آرڈرنیں ہوئے ہیں۔ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے یہ نہیں پوچھتے ہیں یہ پورے throughout Balochistan کا پوچھتے ہیں۔ اور اب تک اسمبلی کا طریقہ کاری یہی ہے کہ محکمہ ملازمتھاۓ کے حوالے سے حکومت سے پوچھا جائیگا۔ اس حوالے سے زمرک خان اور مفتی گلاب کے سوال کا جواب نہیں آیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالجیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات) : جناب اسپیکر! میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ Rules کے مطابق جب ہم جائیں گے تو ہماری تمام چیزیں ٹھیک ہو گی۔ جس محکمے کے سوالات ہیں وہ سوالات اُس محکمے سے پوچھے جاتے ہیں۔ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ایجوکیشن کے سوالات نہیں پوچھے جاتے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی سے اگر محکموں کے حوالے سے سوالات پوچھے جاتے ہیں، سیکرٹریٹ کے اندر جو ملازمتیں ہیں وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے تحت آتی ہیں اُنکے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے۔ قاعده عبد اللہ ضلع میں، ہیلاتھ میں ایجوکیشن میں اریگیشن میں، پی ایچ ای میں جس بھی ڈیپارٹمنٹ میں کوئی بندہ لگا ہے اُسکے بارے میں اُس متعلقہ محکمہ سے آپ سوال کریں گے وہ اُسکا جواب دیگا۔ ایسا نہیں ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی تمام محکموں کا جواب دے۔ البتہ ڈیپارٹمنٹ میں پھر اگر جواب دیں گے، سیکرٹریٹ والے دیں گے سیکرٹریٹ اُنکے ماتحت ہے۔ سیکرٹریٹ کے جو ملازم میں ہیں اُسکے حوالے سے وہ جواب دیگا۔

Mr . Speaker : Thank you .

Chief Minister : Sir I clarify further.

جناب اسپیکر: جی قائد ایوان صاحب۔

قائد ایوان: جو آپ کے قواعد اونضباط ہیں اُس کے Rule No.41 میں ہے کہ قاعدہ ہذا کے احکامات تک کوئی سوال عوامی اہمیت کے حامل ایسے امور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے دریافت کیا جاسکتا ہے جو مخاطب وزیر کے دائرة اختیار میں ہو اُسکا جواب اُسے دینا پڑیگا۔

قائد حزب اخلاق: ایک ہے محکمہ کی ایڈمنیسٹریشن یا اُسکی ڈولپمنٹ یا اُسکے ٹرانسفر، پوسٹنگ کے حوالے سے اُسی محکمے سے پوچھا جاتا ہے۔ جو ملازمتوں کی تعیناتی کا معاملہ ہے، کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ایس اینڈ جی اے ڈی کی منظوری کے بغیر تعیناتی نہیں کرسکتا۔ اور ایس اینڈ جی اے ڈی میں اس کیلئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اور وہ

تمام ڈیپارٹمنٹس اس میں شامل ہیں۔ جب تعیناتی ایس اینڈ جی اے ڈی کی منظوری کے بغیر نہیں کر سکتے تو پوچھا گیا سوال کا جواب بھی ایس اینڈ جی اے ڈی دے سکتا ہے، بیشک و ڈیپارٹمنٹس سے معلومات حاصل کر کے۔ لیکن تعیناتی کے حوالے سے تمام ذمہ داری ایس اینڈ جی اے ڈی کی ہے اسی وجہ سے اسکو محکمہ ملازمت ہائے کہتے ہیں۔ ملازمت ہائے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف اپنے تک، بلکہ پوری گورنمنٹ آف بلوچستان کی ملازمتیں ایس اینڈ جی اے ڈی کے through ہوتی ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب! مولانا صاحب! تھوڑی میں ایوان کی مدد کرتا ہوں۔ زیارت وال صاحب! تشریف رکھیں ایک منٹ۔ یہ اس زمانے کے سوالات ہیں جب آپکی کابینہ مکمل نہیں تھی پہلے تو یہ ذہن میں رکھیں۔ تو قدرتی بات ہے وہ سوالات ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف divert ہو گئے۔ آج کے بعد طریقہ کار یہی ہو گا کیونکہ وزارتیں اخبارویں ترمیم کے تحت مکمل ہو چکی ہیں، وزراء جواب دینگے۔ ہاں میں مولانا واسع صاحب کی اس بات سے اتنااتفاق کرتا ہوں کہ جب final نویلیشن جو گورنمنٹ آف بلوچستان کا ہوتا ہے وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا ہوتا ہے۔ لیکن تعیناتی، کارروائی، وہ ڈیپارٹمنٹ خود کرتا ہے۔ جی زیارت وال صاحب؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: جناب اسپیکر! یہاں بھی لکھا ہوا ہے، وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نتیجہ جس کو ایس اینڈ جی اے ڈی کہا جاتا ہے اسکے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔ نظم و نتیجہ کا محکمہ کیا ہے وہ ایس اینڈ جی اے ڈی ہے۔ وہ صوبے کی ملازمتوں کے بارے میں نہیں ہے سیکرٹریٹ کی ملازمتوں کے بارے میں اس سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: اس کے علاوہ Rules و زیر اعلیٰ صاحب نے آپکے سامنے پڑھے۔ جس ڈیپارٹمنٹ کی ملازمتیں ہوں گی، جس ڈیپارٹمنٹ سے سوال پوچھیں گے ملازمتوں کے بارے میں ترقیاتی اسکیمات کے بارے میں یا اُسکی ایڈمنیسٹریشن کے بارے میں تو وہ اس کیلئے جواب دہ ہے چاہے جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہو۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ جی. جی مولانا صاحب! وہ Rules آپ دیکھ لیں۔

قائد حزب اختلاف: دیکھیے اسپیکر صاحب! ہمارے لئے کوئی فرق نہیں ہے محکمہ جواب دیتا ہے تو ہم آئندہ کیلئے محکمہ سے پوچھیں گے۔ لیکن بات یہ نہیں ہے یہ خواہ مخواہ ایک سوال کے حوالے سے، کل یہ خود اسی میں پھنس جائے گی کیونکہ کوئی بھی محکمہ جب appointment کرتا ہے تو جب تک ایس اینڈ جی اے ڈی کی کمیٹی اسکی

منظوری نہیں دیتی اُس وقت تک وہ اخبار میں نہیں دے سکتا ہے نہ انٹرو یو اور ٹیکسٹ لے سکتا ہے۔ لہذا تمام معلومات ایس اینڈ جی اے ڈی کو ہوں۔ کسی بھی محکمہ، چاہے لوکل گورنمنٹ ہو، اریکیڈشن ہو یا ایجوکیشن ہو جب تک ایس اینڈ جی اے ڈی کی کمیٹی منظوری نہیں دیتی اُس وقت تک وہ تعیناتی کرنے سکتا۔ لہذا اس وجہ سے تمام محکمے اسی سے منظوری لیتے ہیں۔ اگر حکومت کیلئے یہ مسئلہ، ٹھیک ہے ہمیں کیا ہم آئندہ کیلئے ہر محکمہ سے پوچھیں گے۔ لیکن معاملہ قانونی طور پر نہیں ہے جب تک ایس اینڈ جی اے ڈی کی کمیٹی جوانہوں نے بنائی ہے منظوری نہیں دیتی اُس وقت تک کوئی محکمہ تعیناتی نہیں کر سکتا۔

جناب اسپیکر: میرا خیال ہے یہ کمیٹی آج کل زندہ تو نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: نہیں نہیں۔ جناب اسپیکر! یہ واضح ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کی انگریزی آپ پڑھ لیں Services and General Administration Department جناب! بات یہ ہے کہ چیزوں کو confuse کرنا۔ کہتے ہیں کہ ”ہم سارے ایس اینڈ جی اے ڈی سے پوچھیں گے۔“

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔ پھر ایس اینڈ جی اے ڈی کو تمام وزارتوں کا incharge ہونا چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: بات یہ ہے، مولانا صاحب خود لوگوں کو تعینات کر پکھے ہیں۔ وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کر رہا تھا مولانا صاحب خود کر رہے تھے؟

قائد حزب اختلاف: ہم نے ایس اینڈ جی اے ڈی کو لکھا تھا کہ ہمارے پاس اتنی پوستیں خالی ہیں تو اس کمیٹی کی منظوری کے بعد ہم نے لوگوں کو تعینات کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: not at all مولانا صاحب! وہ سیکریٹریٹ کے اندر آپ نے کیا تھا۔ سیکریٹریٹ میں جو ملازمتیں آپ دیں گے وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے through ہوں گے۔ آپ نے قلعہ سیف اللہ میں جو لوگ لگائے ہیں، وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے through نہیں لگائے ہیں۔ سمجھنے کی کوشش کرو سیدھی سی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف: میں ایس اینڈ جی اے ڈی کے منسٹر کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہوں زیارت والے اپنے آپ کو ان سے نکالنا چاہتے ہیں۔ آئندہ ہم ہر ڈی پارٹمنٹ سے سوال کریں گے لیکن ہمیں جواب یہی ملے گا کہ آپ ایس اینڈ جی اے ڈی سے پوچھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: مولانا صاحب! ہم آپکا قبلہ درست کرنا چاہتے ہیں نا راض نہ ہوں۔

قائد حزب اختلاف: آپ ایس اینڈ جی اے ڈی سے پوچھیں یہ معاملہ اُسکا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں جی! بس وزیر اعلیٰ صاحب نے اس floor of the House پر واضح کر دیا کہ ہر وزارت اپنی appointments کا، اُسکے اشتہار کا ایک طریقہ کا رہوگا۔ پلک سروس کمیشن کی پوسٹ پر --- (مداخلت)

قائد ایوان: sir اسکی تھوڑی مزید وضاحت کر دوں؟

جناب اسپیکر: جی ہاں کر دیں۔

قائد ایوان: گریڈ 16 تک تمام appointments وہی مکمل کرتے ہیں جنکی ہیں۔ وہ اور بات ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ وہ ایک صورتحال بنی تھی کہ کمیٹی بنائی گئی۔ لیکن Rules of Business کے تحت 17 concerned departments گریڈ کی پلک سروس کمیشن کو جاتی ہیں۔ جو 16 گریڈ کی ہیں وہ ہیں آپ کے Rules clear-cut ہوں۔ کیونکہ نہیں ہے کہ پہلے اس طرح ہوتا تھا۔ نہیں! اگر جو کچھ ہوا ہے against the rules ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف: پہلے نہیں ہوا ہے۔

قائد ایوان: وہ ہو گا بھی نہیں۔ 16 گریڈ تک ڈیپارٹمنٹ کر لیتے ہیں اس سے اوپر پلک سروس کمیشن۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ clear situation ہو گئی آگے بڑھتے ہیں۔ مولانا صاحب! de-centralize ہو رہا ہے آپ اکیلے کیوں شوری کی حد تک کرتے ہیں۔ جب ڈسٹرکٹ شوری کے حوالے کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اُس وقت ہماری حکومت کام کرتی تھی تو اس طرح ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ 900 بندے جو بغیر کمیٹی کے لگائے ہیں انکو وہ یاد آتا ہے وہ اور وقت تھا اب اور وقت ہے۔

جناب اسپیکر: آگے بڑھتے ہیں جی۔ ابھی نہیں ابھی صبر کریں پوائنٹ آف آرڈر زکا وقت آیا گا۔ House کا یہ MPA's ہوتا ہے پھر منستر کو جواب دینے ہوں گے۔ اسکی تری اسیبلی رخصت کی درخواستیں پوچھیں۔ سوالات defer کر دیے گئے ہیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسیبلی: سردار محمد اسلم بن جو صاحب صوبہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے

رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: سردار سرفراز چاکر خان ڈوکی کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: میرا ظہار حسین خان کھوسہ صاحب نے بھی مصروفیات کی بناء آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: میر عارم رند صاحب اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: سردار محمد صالح بیرونی ملک دورے پر ہونے کی بناء انہوں نے اسٹبلی کے اجلاس منعقدہ 13 جنوری تا 18 جنوری 2014ء تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ جناب منظور احمد خان کا کڑ صاحب! آپ اپنی تحریک التوانی 1 پیش کریں۔۔۔ (مداخلت) وہ پرانی بات ہے پیچ میں بلدیاتی انتخابات کا وقفہ بھی آگیا وقت گزر گیا ابھی آپکی مرضی۔

تحریک التوانی 1

جناب منظور احمد خان کا کڑ: thank you اسٹبلی کے قواعد و انصباط کا ر مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانی کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ”مورخہ کیم“ نمبر 2013ء کو شام 7 بجے میں پارٹی و رکر ز کے ہمراہ بلدیاتی الیکشن کے سلسے میں کلی میدادی جاری ہے تھے۔ جب ہم ایف سی چیک پوسٹ پہنچ تو ایف سی والوں نے ہمیں روکا اور شناخت پوچھی۔ تو میں نے کہا کہ میں صوبائی اسٹبلی کا نمبر ہوں اور انہوں نے ہمیں جانے دیا۔ واپسی پر تقریباً 8 بجے مذکورہ چیک پوسٹ پر پہنچ تو ایف سی الہکار نے روڈ بلاک کر کے پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ انہوں نے ہمیں تقریباً سوا گھنٹے تک جس بے جا میں رکھا اور اسی دوران ہمارے ساتھ بد تیزی بھی کی۔ اگر اس دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش ہوتا تو اسکا ذمہ دار

کس کو ٹھہرایا جاتا؟ نیز قطع نظر اسکے کہ ایف سی والوں کے اس روئی سے بحثیت ایک منتخب عوامی نمائندہ میری ہٹک ہوئی ہے۔ عام شکایت یہ بھی ہے کہ عوام کو ہراساں کرنے کا ناروا عمل جاری رکھا ہوا ہے۔ مذکورہ چیک پوسٹ کا انچارج یامن نامی کرنل کے روئی سے علاقے کے مقامی باسی بھی تنگ بلکہ عاجز آچکے ہیں۔ یہاں تک کہ serious، علیل مستورات کی تلاشی، مریضوں سے انسانیت سوز اقدامات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (خبری تراشہ مسلک ہے) (لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التوانہ 1 پیش ہوئی۔ آپ اس بارے میں بات کریں گے۔ جی زیارتوال صاحب! وہ آپ نے جو چیزیں میں کہا تھا وہ منظور کا کڑ صاحب سے discuss کیا؟ آپ کہتے ہیں کہ وہ کریں اس پر اپنے معروضات دیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: اسکو منظور کرتے ہیں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اچھا پھر وہ اپنی وجہات دے دیں۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: جناب اسپیکر! نہیں کہ صرف اسی علاقے میں ایف سی والوں کا یہ رویدہ ہے اگر ہم all over پرے صوبے کی بات کریں تو پورے صوبے میں انکی یہ شکایتیں ہیں، چیک پوسٹ میں جو غیر قانونی طور پر بنائی گئی ہیں۔ آپ بلیلی چیک پوسٹ کو لے لیں آپ لوگوں سے پوچھیں جو عوامی نمائندے ہیں یا عام لوگ وہاں سے جو گزرتے ہیں اُسکا بھی پتہ چل جائیگا۔ خاص کر جب آپ چین جاتے ہیں راستے میں جو گڑنگ کی چیک پوسٹ ہے دو اور چیک پوسٹ میں ہیں، اسکے علاوہ شیلاباغ چیک پوسٹ ہے۔ اسی طرح کے واقعات ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ پیش آرہے ہیں، اگر اسمبلی کے ایک ممبر کے ساتھ یہ ہوتا ہے تو عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ اور زغون چیک پوسٹ کی یہاں ضرورت بھی نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہاں already پہلے سے یوں کا تھا نہ ہے، جو انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ انکو یہ چیک پوسٹ پی ایم ڈی سی سے آگے جوانا کا ایریا ہے وہاں لے جانا چاہیے تھی۔ لہذا یہ رات کو 9 بجے کے بعد no go area بن جاتا ہے کوئی نہیں جا سکتا نہ واپسی میں کسی مریض کو چھوڑتے ہیں۔ لہذا میری آپ سے ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے یہ request ہے کہ انکے خلاف کوئی ایسا اقدام اٹھایا جائے جو عام لوگ جن کو یہ مسئلے درپیش ہیں عام گھروں پر raids ہوتے ہیں بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا جو کچھ بھی نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں انہوں نے جو کچھ لے جانا ہوتا ہے وہ لے جاتے ہیں۔ تو اس طرح کے واقعات اس صوبے میں بہت ہوئے ہیں شہر میں ہوئے ہیں۔ لہذا میں

ڈاکٹر صاحب آپ اور اس اسمبلی کے توسط سے request کرتا ہوں۔
جناب اسپیکر: رحیم زیارت وال صاحب، As a Law and Parliamentary Affairs Minister آپ اس وقت گورنمنٹ کی position بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: شکریہ جناب اسپیکر جو تحریک التوا ہمارے معزز رکن لے آئے ہیں۔ بنیادی طور پر ہمارے صوبے میں ایف سی کا رو یہ ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ جناب اسپیکر! جہاں انکی چیک پوسٹ میں ہیں مثال زر غون کے علاقے میں ہے وہاں لوگوں کیلئے جو سہولیات ہیں عام آنے جانے کی۔ آپ آٹا نہیں لے جاسکتے جب ہم گھر کے لئے آٹا نہیں لے جاسکتے پھر ہم کیا کریں گے؟ سانگان میں بہت بڑی زمین ہے پانی بے حساب ہے وہاں لوگ گندم کاشت کرتے ہیں اُسکے لئے جب کھاد لے جاتے ہیں تو وہ نہیں چھوڑتے ہیں یہاں جو صورت حال ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ جناب اسپیکر! آج تک ان چیک پوسٹوں پر ایک بھی criminal آدمی گرفتار نہیں ہوا ہے۔ پشتوں علاقوں سے جو لوگ کوئی آتے ہیں آپ جا کے دیکھ لیں گھنٹوں قطار گلی رہتی ہے۔ ”کہاں سے آرہے ہو کہاں جا رہے ہو؟“ جناب! یہ پوچھنا یہ ایسی چیز نہیں ہے اگر ہے تو پھر اس کا کوئی سسٹم اور نظام ہونا چاہیے۔ اور وہ سسٹم اور نظام intelligence کا ہوگا اُسکو پہلے سے پتا ہو گا کہ کون کہاں جا رہا ہے کیا travelling کر رہا ہے اسکے خلاف کیا case درج ہے وہ گورنمنٹ کو کس crime میں مطلوب ہے پھر جا کے بات بن جاتی ہے۔ اب اپنے عوام کو اسکے ذریعے ہر اس کرنا یہ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ساتھ صوبے میں یہ سلوک اس طریقے سے کیوں ہے؟ انسان کی حیثیت سے وہ آپکو نہیں کرتے۔ تو یہ صورت حال ہے ایف سی کی جہاں جہاں چیک پوسٹ ہے لوگ ان سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی اسلام آباد سے آئی تھی۔ اس وقت آپ تھے اُس کمیٹی نے بارڈرز کے علاوہ تمام چینوں کا کہا تھا کہ ان کو ختم کر دو اور اس وقت وہ تمام چینیں ختم بھی ہو گئی تھیں۔ اب پھر یہ تمام چینیں لگادی گئی ہیں لیکن ان چینوں کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایک نہیں دس مرتبہ آپکے پاس رپورٹ آچکی ہے۔ ایف سی چیک پوسٹ سے دسویگز کے فاصلے پر فارنگ ہوتی ہے لوگ مرتبے ہیں کوئی نہیں جاتا۔ جب ایف سی کی پوسٹ پر لوگ حملہ کریں گے پھر یہاں کے پیچھے جائیں گے یہ تو طریقہ نہ ہوا۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو تحریک التوا ہے اس پر اسمبلی کے تمام ممبران بحث کریں گے حقائق سامنے لائیں گے وضاحت سے بات کریں گے کہ اسکو کیسے ٹھیک کریں؟ ایف سی بھی ہماری ہے لیکن اس برخورد کے ساتھ کہ ایف سی ناقابل برداشت ہو چکی ہے۔ تو اس برخورد کیسے ٹھیک کیا جائے جو کام انکو سونپا جاتا ہے وہ کام اُن سے کس طرح لیا جائے؟ آپ گھری، آٹا، چینی کھاد اور دوسری چیزیں بند کر دیں گے۔

لوگ کہاں جائیں کیا کھائیں؟ زرغون غر، سانگان، چھاؤنگ اور ہماری تمام ہائی ویز پر یہی صورت حال ہے۔ بس انسان آسمیں اپنی خیریت چاہتا ہے ”کہ یار! میں بخیریت اور باعزت طریقے سے اسکی چین سے گزر گیا ہوں۔“ جو بھی بے عزتی انکے ذہن میں ہو وہ اس موقع پر آپ کی کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اتنی سی گزارش ہے جو تحریک التواد و سوت لے آئے ہیں میری گزارش ہے کہ آپ اسکو منظور کر لیں اور منظوری کے بعد اس پر debate ہوں اور پوار ایوان اس پر بولیں۔ اور اسکو کیسے ٹھیک کر سکتے ہیں ٹھیک کرنے کی طرف پھر جائیں گے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی۔ میں تھوڑا ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں۔ مولانا واسع صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں میں ایوان کو اعتماد میں لوں۔ اجلاس شروع ہونے سے پہلے ایڈواائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں قائد ایوان، قائد حزب اختلاف، وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، زمرک خان صاحب، جعفر خان صاحب اور رضا صاحب بھی، وہ تھوڑا late ہو گئے، وہ بھی آئے تھے۔ اس میں یہ طے ہوا کہ 15 تاریخ کو Law and Order immediately under debate آئیگا۔ میں اگرچہ رائے دیتا جا رہا ہوں پھر آپ کے فیصلہ آپ نے کرنا ہے میں نے پھر قوانین کے مطابق جانا ہے۔ اگر آپ لاء اینڈ آرڈر میں، ایک ہوتا ہے لاء اینڈ آرڈر کی situation عمومی طور پر ایک ہوتا ہے ادارے بنادیتے ہیں، تو اس میں یہ زیر بحث لاٹیں۔ آپ مرضی کے مالک ہیں اسکو تحریک التوا کی شکل میں لاٹیں وہ آپ پر ہے۔ اس کے علاوہ اس سیشن کے دوران، مولانا صاحب! میں بات کر جاؤں تھوڑا صبر حوصلے سے ابھی سردی ہے آپ جلدی بہت گرم ہو رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اسکے بعد energy crisis آج کل کوئی وادی میں جو گھروں کی حالت ہے۔ اور ہماری شمالی علاقوں میں جہاں سخت سردی ہے ہمارے علاقوں میں بھی ہے اس وقت متغیر ہوتا جا رہا ہے تو energy crisis، گیس اور بجلی کے حوالے سے ایک دن اسکی debate ہو گی۔ کیونکہ حالات جو مجھے پتا چلا ہے اس وقت گیس کا pressure آپکے سامنے ہے۔ آپ کے بھلی والوں کی یہ رپورٹ میرے سامنے آئی ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے دوسو میگاوات ٹوٹل بھلی بلوچستان کو دی جا رہی ہے۔ آپکے کوئی شہر میں دس گھنٹے لازمی لوڈ شیڈنگ ہے۔ پھر لوکل، rural علاقے کو دی جاتی ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب! آپکو پھر چوکتا کر دوں جبیب اللہ انرجی کمپنی وہ کوئی بجلی produce نہیں کر رہی۔ گیس اُنکی ایک ماہ سے بند ہے اسکی وجہ سے بھی آپکی crisis ہے۔ یہ آپ کو معلومات دے رہا ہوں۔ آپ انفارمیشن لینے جائیں گے پھر تیاری کرنی ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب آپ نے کہا کہ سارے ایوان کو اعتماد میں لیں۔ اسکے بعد تعلیم پر debate ضروری کرائیں کہ

تعلیمی حالت کیا ہے؟ پیچ میں بلدیات کی وجہ سے پانچ ہفتے کا جو وقفہ آگیا۔ اور صحت کی بات ڈاکٹر صاحب نے خود کہا کہ ڈولپمنٹ، ترقیاتی عمل میں جو رکاوٹیں ہیں کیوں عمل نہیں ہو رہا؟ اور ہمارے ایوان کے نمائندوں کو کیا شکایتیں ہیں؟ یہ سارے اسی سیشن کے دوران زیر بحث آئیں۔ تو کوشش کرنے لگے کہ ایک adjournment motions بھی لے آئیں۔ لیکن ان چیزوں پر re-focus کر لیں۔ اور قائد ایوان نے یہ کہا ہے ”کہ میں ان کا جواب خود بھی دونگا میرے وزراء بھی دینے چہاں کوئی problems ہیں“، تو ماشاء اللہ ابھی آپ کی کابینہ بھی اٹھاروں میں ترمیم کے تحت complete Advisors کے لئے اور آپ کے complete چیزوں پر complete ہے۔ صرف ایک چیز incomplete ہے وہ ہیں اس House کی کمیٹیاں۔ اور وہ بھی انہی دنوں میں' MPA's حضرات ذرا active رہنے گا۔ کیونکہ آپ نے چیئر مین کمیٹیز بنانا ہے اور کمیٹیز کی مراعات بھی ہو گئی کام بھی کرنا ہو گا۔ تو پندرہ کمیٹیز آپ کی وزارتوں کی بنیں گی سلوھوں پلک اکاؤنٹس کمیٹی ستھوں گورنمنٹ assurance کمیٹی۔ پھر آپ کی ایک automatically by virtue of post، اسپیکر کی ہوتی ہے ہاؤس فانس کمیٹی اور لاپبریری ہاؤس کمیٹی ڈپٹی اسپیکر کی، انہیں کمیٹیاں بنیں گی۔ اس کے لئے میں نے ڈاکٹر صاحب سے گزارش کی ہے کہ گاڑی بھی دیں اسٹاف بھی دیں اور ان کمیٹیز کو کارآمد بنائیں یہی کمیٹیز وزارتوں پر نظر رکھیں گی۔ اور مستقبل میں جب ہم لوگ اپوزیشن میں بیٹھیں گے تو ہم پھر ٹریزری پنچھر کو انہی کمیٹیز کے ذریعے check کر سکیں گے، اس طرح ذہن بنائیں گے تو پھر معاملہ چلتا رہیگا۔ اور صبر اور حوصلے کی ضرورت ہے جی آگے بڑھتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس motion پر adjournment debate ہو۔ میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب آپ کوئی اعتراض نہیں ہے؟

قائد ایوان: جناب اسپیکر! معزز رکن اگر کہیں جس دن ہم لاءِ اینڈ آرڈر کو، اسکے ساتھ اسکو بھی رکھ لینے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر الگ debates ہوں تو۔ اسپیکر صاحب لاءِ اینڈ آرڈر پر تو یہی ہوں گے نا۔

جناب اسپیکر: بالکل صحیح بات ہے۔ اگلی جو adjournment motion ہے، وہ بھی اسی طرح ہے۔ مولانا واسع صاحب اور نجیب نزمر خان صاحب کوئی ایک رکن اپنی مشترک تحریک the number 2 پیش کریں۔ یہ بھی وہی غور طلب ہے امن و امان سے تعلق رکھتی ہے۔

مشترکہ تحریک the number 2

نجیب نزمر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ

نمبر---(مداخلت)

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: پونٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی، زیارت وال صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: کیا وہ تحریک التوا آپ نے منظور کی ہے؟

جناب اسپیکر: جی یہ منظور ہوئی ہے اور لاءِ اینڈ آرڈر کا حصہ ہے debate کا۔ جیسے Leader of the House نے کہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: جناب! جب ایک منظور ہو جاتی ہے دوسرے کی باری کیسے آتی ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں یہ اسی کا حصہ بناتے ہیں نا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: نہیں نہیں، یہ جو آپ نے منظور کی ہے، تو اسی کے ساتھ۔۔۔

قائد حزب اختلاف: پونٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! ایک منٹ مجھے Law and Parliamentary Affairs Minister کا تعاون چاہیے۔ آپ سن لیں جو اگلی تحریک ہے وہ نواب ظاہر کا سی کے انواع کی ہے۔ وہ indirectly، اگر وہ اسی کی شکل میں لینا چاہتے ہیں یا لاءِ اینڈ آرڈر میں لے آتے ہیں پھر تحریک کو ہم علیحدہ کرتے ہیں اور پندرہ تاریخ کو اسکو لے آتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: پندرہ تاریخ کو آپ کی یہ تحریک لے آتے ہیں ٹھیک ہے نا؟ پہلے یہ تحریک منظور کرنے کے بعد، پر امن و امان پر debate شروع کریں گے۔ اس طرح کر لیتے ہیں۔

انجیسٹر زمرک خان: یہ بہت اہم مسئلہ ہے اسکو آج ہی آپ سننے دیں پھر آپ جس طرح کہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں، Leader of the House in principle کیونکہ قانون کہتا ہے کہ ایک تحریک پاس ہو سکتی ہے ایک دن میں motion adjournment تواب وہ پندرہ کو لا کے پاس کر کے پھر لاءِ اینڈ آرڈر کی debate میں حصہ لے لیں گے۔

قائد ایوان: جناب اسپیکر! ہم یہاں تمام پارٹیاں جو بیٹھی ہوئی ہیں نواب ارباب ظاہر کا سی کے انواع پر ہم اکھٹے ہیں اکھٹے struggle کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ آپکا Rule No. 72 اسکے مطابق آپ ایک تحریک لاسکتے ہیں۔ زمرک خان پندرہ کو پہلی دفعہ یہ آپ لائیں۔ اور ہم اسکو بھرپور support کریں گے۔

ہم اُسکے ساتھ ہیں۔ بلکہ ہم تمام پارلیمنٹی گروپس اس issue پر میں تاریخ کو اسلام آباد جا رہے ہیں۔ اور یہ اسمبلی کا حصہ بننے گا تو اور بہتر ہو گی۔

انجینئر زمرک خان: یہ نہیں کہ آپ لوگوں پر ہمیں کوئی اعتراض ہے اسی حوالے سے ہم شکر گزار ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میرے خیال میں اگر ایک تحریک التوان منظور ہوتی ہے، میں دوستوں سے بھی کیونکہ اس پرسارے دوست پشتونخواہ، حکومت اور اپوزیشن پیغمبر تو پھر یہ تحریک التوان جواب طاہر صاحب کے حوالے سے ہے وہ تو پھر ہم اُسی میں لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے لے آتے ہیں۔ لیکن یہ تحریک منظور کر کے تاکہ پندرہ کو اس پر بحث ہو جائے۔ پھر اسکے بعد ہم اس حوالے سے اسلام آباد جائیں گے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔ کیونکہ یہ سارا House متفق ہے مولانا صاحب! جیسے آپ فرمائے ہیں۔

انجینئر زمرک خان: پیش کرتے ہیں پھر آپ دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں پندرہ تاریخ کو پیش کریں اسکی علیحدہ شناخت کر کے اُسی میں لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف: نہیں یہ بھی پیش کریں۔

جناب اسپیکر: آپ ابھی پیش کریں میں روگنگ دے دیتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان: مشترک تحریک التوان بمرتبہ 2۔ میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوان کو نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ”مورخہ 23 اکتوبر 2013ء کو کوئی شہر کے بارونی بازار سے دن دیہاڑے قبائلی و سیاسی رہنماء ارباب عبدالظاہر کا اسی کو اغوا کیا گیا جو کہ ایک الیہ سے کم نہیں۔ جس کی وجہ سے کاس قبیلہ سمیت صوبے کے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ دوسرا جانب کوئی سمیت صوبہ پھر میں اغوا برائے تاوان کی وارداتیں عام ہونے سے سیاسی کارکنان عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ اور عوام ذاتی مریض بن چکے ہیں (اخباری تراثہ مسئلک ہے)، لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلکہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ کی بات درست ہے قائد ایوان نے بھی یہی فرمایا ہے کہ پندرہ تاریخ کو آپ سب سے پہلے یہ تحریک لے آئیں۔ اسکو ابھی سے یہی اخلاقاً accept کرتے ہیں As a House accept کرتے ہیں۔ اس دن آپ یہ دوبارہ پیش کر کے، منظوری لے کے پھر آپ بحث کر لیں۔ نہیں نہیں وہ اسی کیلئے لاءِ اینڈ آرڈر میں شامل کرتے جائیں گے۔ لیکن ایک چیز House نے متفقہ طور پر case of study بنائی کہ اتنی بڑی شخصیت کا اغوا اور غریب لوگوں کا اغوا یہاں قابل برداشت ہے۔

انجینئر زمرک خان: جناب اسپیکر صاحب! اس حوالے سے میں تمام اراکین، وزیر اعلیٰ صاحب کی اور تمام جو ٹریشوری پیچھے میں بیٹھے ہوئے ہیں خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے۔ میں صرف اس پر شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میری پارٹی کا مسئلہ ہے بلکہ سیاسی حوالے سے، اور قبائلی حوالے سے پورے صوبے کا مسئلہ ہے تمام قوموں کا۔ کیونکہ وہ ایک نواب ہیں پوری قوم اور پورے پشتون اوس کا۔ تو اس حوالے سے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ باقی بحث اگر آپ کہیں تو وہ میں پندرہ تاریخ کو کرنا چاہتا ہوں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے میں تاریخ کو پرائم منسٹر سے بھی ٹائم لے کے دینگے اور پریزیڈنٹ سے بھی۔ ہم جتنے بھی اراکین اسمبلی ہیں جتنے بھی پارلیمانی اراکین ہیں اس کے علاوہ دوسری پارٹیاں جو ایوان کے اراکین نہیں ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔ میں انکاشکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور گورنمنٹ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر خاطر خواہ اقدامات کریں جس سے ہماری کچھ تسلی ہو جائے۔ تو جس طرح قائد ایوان اور ہمارے اپوزیشن لیڈر جو فیصلہ کریں گے اسی پر ہم عملدرآمد کریں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی زیارت وال صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: شکریہ جناب اسپیکر! جو تحریک التوا ہے، especially جو آپ نے اجازت دیدی ہے یہ بالکل ہمیں منتظر ہے واقعہ اس نوعیت کا ہے۔ قائد ایوان پہلے آپکو بتا چکے ہیں اور ہم تمام پارٹیاں مل کے اسلام آباد جا رہے ہیں۔ پندرہ تاریخ کو پھر اس پر بحث بھی کریں گے۔ اور جو چیزیں معلومات کے حوالے سے ہیں وہ بھی زمرک صاحب لے آئیں گے۔ لیکن اسکو منظور کرتے ہیں آگے آپ proceedings کو بڑھائیں۔

جناب اسپیکر: Thank you, fine. سرکاری کارروائی پر آتے ہیں۔ رحمت بلوچ صاحب! تھوڑا اصبر کرنا پڑیگا۔ نہیں ہوگا، یہ بعد میں کراون گانا۔ مجھ سے خود قائد ایوان کہتے ہیں کہ rules کے مطابق چلیں۔ تو میں نے بھی اپنے آپکو control کرنا ہے، آپ نے بھی کرنا ہے آپ ٹریشوری پیچھے سے ہیں۔ جی رحمت بلوچ صاحب! move the bill please.

قانون سازی

جناب رحمت علی صاحب بلوچ (وزیر صحت): thank you Mr. speaker ، میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان تحفظ و فروغ شیر مادرو غذا بیت شیرخوار کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان تحفظ و فروغ شیر مادرو غذا بستہ شیر خوار کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2014ء) پیش ہوا۔ next جناب رحمت بلوچ صاحب۔

وزیر صحت: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان تحفظ و فروغ شیر مادرو غذا بستہ شیر خوار کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا بلوچستان تحفظ و فروغ شیر مادرو غذا بستہ شیر خوار کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہ کہیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان تحفظ و فروغ شیر مادرو غذا بستہ شیر خوار کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ بڑا مشکل ہے۔ وزیر قانون و پارلیمنٹی امور! بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 128 میں ترمیم سے متعلق اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: شکریہ جناب اسپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کی مدت کے دوران اسمبلی کی جانب سے درج ذیل قائمہ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو صوبائی حکومت کے محکمہ جات سے متعلق ہر ایک کمیٹی قانون سازی کے امور سے متعلق ہوگی:-

نمبر شمار مجلس کا نام محکمہ / محکمہ جات

1۔ مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقیات۔

2۔ مجلس قائمہ برائے housing and planning شاہرات و تعمیرات۔

3۔ مجلس قائمہ برائے اطلاعات، کھلیل و ثقافت، سیاحت، آثار قدیمہ، میوزیم (عجائب گھر) و لا بھریز۔

4۔ مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی نسوان، زکوٰۃ عشر، حج و اوقاف، اقلیتی امور، امور نوجوانان۔

5۔ مجلس قائمہ برائے داخلہ و قبائلی امور، جیل خانہ جات، صوبائی ڈائریکٹریٹ مینجنمنٹ اخراجی (پی ڈی ایم اے)

6۔ مجلس قائمہ برائے صحت عامہ و بہبود آبادی۔

7۔ مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی و غیر سی تعلیم، اعلیٰ کوائی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام CDWA،

سائنس و ٹکنالوژی، انفارمیشن ٹکنالوژی۔

- 8۔ مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، بلوچستان ڈیولپمنٹ اخواری (بی ڈی اے)، گواڑ ڈیولپمنٹ اخواری (بی ڈی اے)، بی اسی ڈی اے، شہری منصوبہ بندی و ترقیات۔
- 9۔ مجلس قائمہ برائے پیلک ہیلتھ انجینئرنگ، واساٹشوں کوئٹہ گریٹر والٹر سپلائی پروجیکٹ۔
- 10۔ مجلس قائمہ برائے آپاٹشی و توانائی، ماحولیات، جنگلات و جنگلی حیات۔
- 11۔ مجلس قائمہ برائے زراعت و کوآپریٹو سوسائٹی، لاکیو اسٹاک، ڈیری ڈیولپمنٹ، ماہی گیری، خوراک۔
- 12۔ مجلس قائمہ برائے مالیات، ایکسائز اینڈ میکسیشن، بورڈ آف ریونیو، ٹرانسپورٹ۔
- 13۔ مجلس قائمہ برائے صنعت و حرفت، کانکنی و معدنی ترقی، محنت و افرادی قوت۔
- 14۔ مجلس قائمہ برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ، قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن، انسانی حقوق یادگیر کوئی محکمہ جسکا ذکر کراو پر نہ کیا گیا ہو۔
یہ چودہ کمیٹیاں میں نے پیش کیں۔

جناب اسپیکر: چودہ میں کچھ کمیٹی تونیں؟ بعد میں بھی ایک amendment لانی پڑی گی۔ پندرھویں کمیٹی کیلئے بھی Public Accounts Government Assurance Committee کیلئے Committee تو ہے ہی۔ کمیٹی آجائیگی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: وہ already ہے۔

جناب اسپیکر: already جو ہے۔ ٹھیک ہے Thank you جی۔ تحریک پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ آیا مجوزہ ترمیم منظور کیجاے؟ ہاں تحریک منظور ہوئی۔ قاعدہ نمبر 8 21 میں ترمیم منظور ہوئی۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا مرجع یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 129 کے تحت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ ہر مجلس قائمہ 9 ارکان کی بجائے 7 ارکان پر مشتمل ہوگی۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کیجاے؟ تحریک منظور ہوئی۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا مرجع یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 130 سے متعلق تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ

قاعدہ نمبر 130 کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء سے حذف کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا قاعدہ نمبر 130 کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء سے حذف کیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی۔ قاعدہ نمبر 130 کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء سے حذف کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے تحت قاعدہ نمبر 163 کی شق 2 میں ترمیم سے متعلق تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ ہر مجلس قائدہ 9 ارکان کی بجائے 7 ارکان پر مشتمل ہوگی۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجوزہ تحریک منظور کیجاۓ؟ ہاں کریں؟ جی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 163 کی شق 2 میں ترمیم منظور ہوئی۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 167 کی شق 2 میں ترمیم سے متعلق تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس برائے سرکاری مواعید 6 ارکان کی بجائے 5 ارکان پر مشتمل ہوگی۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجوزہ تحریک منظور کیجاۓ؟ ہاں جی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 167 کی شق 2 میں ترمیم منظور ہوئی۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 168 میں ترمیم سے متعلق تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس برائے ایوان ولاجبری 6 ارکان کی بجائے 5 ارکان پر مشتمل ہوگی۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجوزہ تحریک منظور کیجاۓ؟ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 168 میں ترمیم منظور ہوئی۔ سرکاری کارروائی کمکل ہو گئی۔ نصراللہ زیرے صاحب! پونکٹ آف آرڈر پر۔ زمرک خان! اسکے بعد آپ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب اسپیکر! پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ صوبے میں بالخصوص میں کوئی شہر کی بات کروں گا کہ اس وقت کوئی شہر میں نہ

گیس ہے نہ بجلی۔ اور یقیناً آپ کو پتا ہو گا کہ مسلسل ایک ماہ سے کوئی میں درجہ حرارت منفی دس چل رہا ہے۔ اور ایک ماہ سے بجلی غائب ہے۔ یہ کیسکو والے اور وفاقی حکومت کے فرائض میں شامل ہے، وزارتِ بجلی۔ لیکن وہ اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے ہیں۔ towers اڑائے گئے ہیں لیکن کیسکو والے اب تک ان towers کی مرمت نہیں کر رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اسوقت کوئی شہر میں، کسی اور شہر کی میں بات کروں گا اس دارالخلافہ میں بھی چوہیں گھنے میں بیس گھنٹے بھی بجلی نہیں ہوتی۔ پانی کی بڑی shortage ہے۔ گیس کی بھی یہی صورتحال ہے ائک MD صاحب یہاں آئے تھے لیکن گیس پر یشیر میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ آپ یقین کریں جنوری میں، میں کم گن رہاؤں کوئی ایک درجن کے قریب لوگ گیس کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے۔ رات کو ایک دم گیس چلی جاتی ہے ایک دم واپس آ جاتی ہے۔ تو کمرے میں leakage ہو جاتی ہے اس وجہ سے یہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ پستون آباد میں واقعہ ہوا جس سے پورا گھر تباہ ہوا۔ یہاں students رہائش پذیر ہیں۔ ایک رات میں تین students بیچارے مر گئے۔ اس طرح کئی اور واقعات ہوئے۔ جناب اسپیکر! کیا وفاقی حکومت یا آپکی OGRA یا سوئی سدرن گیس کمپنی وہ اس بارے میں کیوں نہیں سوچھتی۔ کیا یہ صوبہ 1954ء سے لیکر اب تک تمام ملک کو نہیں چلا رہا؟ کیا ہم پورے ملک کو گیس provide نہیں کر رہے؟ جب ہم پوچھتے ہیں کہ با بآگیس پر یشرم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”یہاں آپ کے پائپ کا size کم ہے اس لئے گیس زیادہ نہیں آ سکتی۔“ جناب اسپیکر! ہم نے بارہا گیس والوں سے کہا ہے۔ ہم نے گرمیوں میں جا کر میٹنگیں جلسے جلوس کیئے کہ بابا سردیاں آ رہی ہیں آپ اسکا بندوبست ابھی سے کریں ابھی سے ان علاقوں میں جہاں پائپ کا size کم ہے دو اونچ ہے وہاں آپ چار اونچ کا پائپ بچھا دیں لیکن وہ بروقت کام نہیں کرتے۔ اب آپ نے دیکھا پرسوں بھی گیس کی پائپ لائن اڑا دی گئی۔ پہلے سے پر یشرم ہے جب پائپ لائن اڑا دی گئی تو وہ کسر بھی پوری ہو گئی۔ اب کوئی شہر میں بہت سارے علاقے ایسے ہیں جن میں گیس نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں ہم لوگ میٹھے ہوئے ہیں عوام نے ہمیں ووٹ دیا ہے عوام ہمارے پاس آتے ہیں کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ یقیناً میں آج کے اجلاس کے حوالے سے۔ ابھی آپ نے کہا کہ ہم اگلی نشست میں یا بیس تاریخ کو یا کسی اور تاریخ کو اس پر بحث کریں گے۔ نہیں جناب اسپیکر! آج کا issue آج وزیر اعلیٰ صاحب وفاقی حکومت سے، سوئی سدرن گیس کے حکام کو یہاں بُلا کیں۔ کیسکو والوں کو یہاں بُلا کیں کہ کیوں ان متأثر towers کی مرمت نہیں کی جاتی؟ کیوں گیس پائپ لائن کی فوری طور پر مرمت نہیں کی جاتی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ گیس pressure کیوں کم ہے؟ آج کراچی میں گیس کی اتنی ضرورت نہیں ہے کارخانوں کو نہ ان کے عوام کو، ہمارے شہر یوں کو، ہمارے یہاں عوام

کے۔ ابھی آپ دیکھیں فلات میں کتنی سردی ہے۔ پیشیں کسی اور علاقے میں آپ جا کر دیکھیں کوئی شہر کی حالت آپ دیکھ لیں۔ تو میں آج کے اجلاس کے حوالے سے، اس ایوان کے حوالے سے کہ کم از کم وزیر اعلیٰ صاحب آج ہی انکو پیغام پہنچائیں انکو یہاں اسمبلی میں بُلائیں وہ یہاں آ کر ان ممبران کے سامنے وضاحت کریں کہ کیوں اس گیس پر یہ رکوٹھیک نہیں کیا جا رہا؟ کیوں پائپ لائنوں کو پہلے ہی سے تبدیل نہیں کیا جاتا؟ ۲۶ پوچتا ہے جناب اسپیکر! کہ اس سال بجٹ میں سوئی سدرن گیس کمپنی والوں نے ایک فٹ پائپ لائن ہمیں نہیں دی ہے۔ پہلے یہ ہوتا رہا کہ کم از کم ایک سو بیس کلو میٹر نیچی پائپ لائن دیجاتی تھی وہ استور میں پڑی رہتی تھی گیس کے میٹر پڑے رہتے تھے باقی جوازات تھے وہ بھی already وہاں ہوتے تھے۔ اب انہوں نے یہاں ہمارے اس regional office کو پائپ لائن نہ میٹر نہ ریگولیٹر نہ دوسرے لوازمات کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ یہاں کوئی instrument نہیں ہے۔ کیوں ہمارے ساتھ ایسا کیا جا رہا ہے۔ اتنی سردی کہ اس سے بہت سارے بچے ہلاک بہت سارے hospital میں admit ہیں۔ ابھی لوگ پرانے طرز کی طرح وہ بندوبست بھی نہیں کر سکتے کہ لکڑیاں اور کونکا لا کر جلا کیں۔ تو جناب اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی اتماس کرتا ہوں، اس ایوان سے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر اٹھائیں اور وفاقی حکومت سے بات کریں۔ میں آپکا ممنکرو ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب اسپیکر: جی قائد ایوان صاحب! یا آپ پوائنٹ آف آرڈر ز پر اکھٹے جواب دیں۔ آپکے law یا علیحدہ علیحدہ دینے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اس پر میں بھی کچھ بولنا چاہتا ہوں بعد میں قائد ایوان صاحب۔

جناب اسپیکر: جی بالکل بولیں آپکو پھر باری باری اس پر موقع دیا جائیگا۔ دیکھیں تشریف رکھیں۔

میر سرفراز احمد گٹھی: میں تو کوئی کے بارے میں جیسے دوست بتا رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بتاتا چلوں کہ جہاں سے یہ گیس نکل رہی ہے وہاں آج بھی لوگ لکڑیاں جلانے پر مجبور ہیں گیس نہیں ہے۔ سوئی جیسی جگہ پر میں آپکو یقین سے کہہ رہا ہوں مجھے ٹیلیفون آر ہے ہیں کہ وہاں بالکل گیس کا پریشانی نہیں ہے۔ اور لوگ لکڑیاں جلانے پر مجبور ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک چیز اور بھی اس میں add کر دوں جیسے معزز رکن نے فرمایا کہ یہاں گیس پائپ لائن یا بجلی کے ٹاورز اڑائے جاتے ہیں۔ ہمیں آپ اس ایوان کو یہ realize کر لینا چاہیے کہ یہ کون ہیں جو اس season میں آکر گیس کو اڑاتے ہیں؟

جناب اسپیکر: ایک منٹ! آ غالیاقت صاحب۔ ڈوئی صاحب! جب your point is carried.

آپ منٹر بن گئے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر منٹر کا نہیں ہوتا یہ ایم پی اے کا حق ہوتا ہے آپ ان کو ذرا بولنے دیں۔
جی زمرک خان صاحب۔ میرے خیال میں ساروں کو لے لیں پھر اکھٹے جواب دیدیں۔

انجیسٹر زمرک خان: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے معزز رکن نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اُس پر تو ہم بھی بات کریں گے۔ لیکن میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر پہلے پیش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب اسپیکر: جی ہاں وہ نوٹ کرتے جائیں گے پھر اکھٹے جواب دیں گے۔

انجیسٹر زمرک خان: چھ دن پہلے ہماری عوامی نیشنل پارٹی کے دورانہ ناماء اسیں ہمارے اور حمزی کے ایک یونٹ صدر تھے۔ سڑی تھانے کے پولیس والوں نے، بالخصوص SHO صاحب نے، جو وہاں کے ہیں۔ وہاں دو گروپ کے درمیان ایک مسئلہ پیدا ہوا تھا وہ ثالثی کے طور پر وہاں گئے تھے کہ اُنکے درمیان صلح، راضی نامہ کر لیں۔ تو SHO صاحب نے، ان میں ایک جو عبدالباری آغا ہے، بارہ پولیس سپاہیوں سے اسکو اتنا مردا یا پٹوایا کہ اُسکی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور ابھی تک hospital میں admit ہے۔ پھر ہماری ایک کمیٹی CCPO صاحب سے ملے۔ ہم نے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم روڈوں پر نکلیں گے نہ احتجاج کریں گے کچھ بھی نہیں کریں گے۔ آپ اس SHO کو فی الحال معطل کر دیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اس SHO کو وہاں سے ٹرانسفر کروں گا۔ تو مجھے اطلاع می کہ اس کا کسی اور پولیس اسٹیشن ترانسفر کر دیا ہے۔ تو ہم اس بلا جواز تشدد اور اس واقعے کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور اس کے لئے ایک انکوارری ٹیم بنائی جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے میری درخواست ہے کہ ہمارے لوگ ابھی تک اشتعال میں ہیں۔ اُس گاؤں کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ابھی ہوم منٹر کی طرف اشارہ دیں وہ آگئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ چودہ اوروں کا لوڈ اٹھا کیا؟

انجیسٹر زمرک خان: ہوم منٹر صاحب نے تو کہا تھا کہ میرے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اخبار میں بیان آیا تھا کہ C.D. اور پولیس سے میرا کوئی تعلق خاص نہیں ہے میرے اختیارات بہت کم ہیں۔

قائد ایوان: آپکے زمرے میں اسکواختیار ہے۔

انجیسٹر زمرک خان: اچھا! اگر پولیس کے اختیار ہے تو میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اُس پولیس آفیسر کو جس نے یہ تشدد کیا تھا۔ بلکہ ہمارے سارے، جتنے بھی ہمارے ٹریشوری بخزر کے دوست ہیں یا جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اُن سے پوچھ لیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ آج تک اگر انکی کوئی شکایت بھی درج ہو تیں سال میں کوئی شہر میں تو ہم مجرم ہیں کہ جی یہ غلط لوگ ہیں یا ڈاکے ڈالتے ہیں یا کوئی اور دھنہ کرتے ہیں۔ لیکن شریف لوگوں کو اس طرح مارنا پہنچتا، امن و امان تو ہم کنٹرول نہیں کر سکتے کسی بدمعاش ڈاکو کو تو کپڑہ نہیں سکتے۔ شریف لوگوں کو اس

طریقے سے اگر مارنا اور بند کرنا۔ اور پھر اسکے خلاف دو بے، دو FIR درج کی ہیں جو میرے پاس موجود ہیں۔ اور اسکی بھی application میں نے بنائی ہے۔ میں ہوم منسٹر صاحب اور سردار صاحب سے کہتا ہوں کہ کم از کم اُن FIR کو withdraw کر لیں۔ وہ بالکل بد نیتی کی بنیاد پر اور انکو پھنسانے کے لئے درج کروائی ہیں۔ ہم لوگوں نے جا کر ان سے request کی کہ ہماری cross FIR درج کریں وہ بھی پولیس والوں نے درج نہیں کی۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ بس نوش لے لیں۔ بگٹی صاحب! بعد میں آپ بات کر لیں۔

انجینئر زمرک خان: اُس تھانے والے کیسے درج کریں گے۔ تو میں وزیر اعلیٰ صاحب اور ہوم منسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے خلاف جو ایف آئی آر ہیں ان کو واپس لے لیں۔ اس کے لئے انکو اُنہیں ٹیکم بنا کر اسکی تحقیقات کروائیں تاکہ ہمارے لوگوں کے جذبات کچھ cool ہو جائیں۔ thank you

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ مذاق میں کبھی کہا جاتا ہے شریفوں کے دور میں شریفوں کی خیر نہیں یہ یاد کریں۔ مولا نا واسع صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ مولا نا واسع صاحب بھی بجلی اور گیس کے بارے میں بات کر رہے ہیں اس لیئے تو اتنا چھا کوٹ پہننا ہوا ہے۔ انکو بولنے تو دیں لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ آپ ٹریزی پخز ہیں آپ کو برداشت کرنے کی عادت ڈالنی پڑیں گی۔ جی مولا نا صاحب۔

قاائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب اسپیکر! دو points آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی وہ جو نصر اللہ زیرے صاحب نے اٹھائے۔

قاائد حزب اختلاف: ایک نصر اللہ زیرے صاحب کا اور ایک زمرک خان کا۔

جناب اسپیکر: بس ٹھیک ہے کرنے دیں تھوڑا ابہت۔ تھوڑا ٹریزی پخز کو برداشت کریں۔

قاائد حزب اختلاف: آپ ہماری سنتے ہیں یا اپنی تقریر کرتے ہیں؟ آپ اپنی تقریر کر لیں پھر۔

جناب اسپیکر: جی۔

قاائد حزب اختلاف: آپ تقریر کرتے ہیں یا میں کرلوں؟

جناب اسپیکر: نہیں آپ کے سامنے تو ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ جمعہ کی تقریر یہو یا کسی اور جگہ کی ہم face نہیں کر سکتے، جی۔

قاائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! جو واقعہ پیش ہوا ہے اسکے خلاف ہوم منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحب جو بھی حکومتی ارکان ہیں۔ اگر شریف لوگوں کو انہوں نے تنگ کیا ہے تو ہم بھی اسکی حمایت کرتے ہیں اور اُنکے

خلاف کارروائی کی جائے۔ رہازیرے صاحب point، یہ انتہائی اہم ہے اس پر اگر ہم پورا سیشن بولیں تو بھی کم ہے۔ کیونکہ بلوچستان کے عوام کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر! پہلے لوگ پورے چوبیں گھنٹے بجلی دینے کا مطالبہ کرتے تھے پھر بائیس گھنٹے پر راضی ہو گئے پھر بیس گھنٹے پر۔ اب پورے بلوچستان میں، میرے خیال میں سارے بلوچستان کے نمائندے ہیں۔ اب ان کو دو گھنٹے بھی بجلی نہیں ملتی۔ ہمارے زرعی علاقوں میں لوگوں کے کروڑوں، اربوں روپے کے باغات ختم ہو گئے۔ اور انہوں نے وہ سوکھے درخت نکال کر ٹالوں میں بیچنے شروع کر دیئے۔ جناب اسپیکر! اب وہاں لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا۔ اگر آپ دیکھ لیں یہاں بلوچستان میں کوئی کارخانہ ہے نہ کوئی اور روزگار۔ روزگار کا صرف ایک ذریعہ تھا زراعت، لوگ اپنے بچوں کی کفالت کیلئے کروڑوں روپے خرچ کر کے محنت کر کے سب کے باغات انگور کے باغات لگائے اور مختلف فصلات، وہ بھی رہی۔ سہی کسر بجلی نے پوری کر دی، بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ سارے ختم ہو گئے۔ جب ہم کبھی کبھار ادھرات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بلوچستان والے آئین سے ماوراء تین کرتے ہیں۔ جب ہم آئین پر آ جاتے ہیں تو پھر وہ آئین پر بھی عملدرآمد نہیں کرتے۔ جناب اسپیکر! اسی طرح گیس کی حالت ہے۔ اس کے لئے آپ جتنا بھی احتجاج کریں تو کیا وہ ہمارے احتجاج کا نوٹس لیتے ہیں؟ آئین کے حوالے سے آپ جتنی بھی قرارداد پاس کر لیں جتنی بھی یہاں اسمبلی میں چنی و پکار کریں۔ بس کل اخبار میں ایک سرخی آجائی ہے یا کوئی چھوٹا سا بیان آ جاتا ہے، اخبار والے بھی ہماری باتوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ فلاں نے پرانست آف آرڈر پر یہ بات کی فلاں نے پرانست آف آرڈر پر یہ بات کی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں یہ قرارداد اگر پورے سیشن کا موضوع بن جائے تو بہتر ہے۔ تو جناب اسپیکر! وہاں مرکز میں بیٹھے ہوئے لوگ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں کرتے۔ جب آپ ہماری قراردادوں پر عملدرآمد نہیں کرتے تو ہم صوبے کے لوگ ادھر بیٹھ جاتے ہیں اپنی پانچ لائے آپکی طرف اُسوقت تک نہیں چھوڑتے جب تک آئین پر عملدرآمد نہ ہو۔ ہماری گیس ہمیں نہ ملے تو ہمیں غدار قرار دیتے ہیں ہمیں شرپسند قرار دیتے ہیں ہمیں غیر تعلیم یافتہ لوگ کہا جاتا ہے۔ جب ہم آئین کی بات کرتے ہیں اسمبلی میں آ جاتے ہیں تو ہمارا حشر یہ ہوتا ہے کہ یہاں سے جس نے جو بھی دل میں ہے انہوں نے یہاں آواز بلند کی عوامی نمائندے ہیں لیکن وہاں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رسیگٹی کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو جناب اسپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے نہ حکومت کا یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے اسمبلی کوئی دورائے نہیں ہو سکتیں۔ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ گیس کے حوالے سے جو زیادتی ہو رہی ہے ساٹھ سالوں سے ہو رہی ہے۔ پہلے ہمیں سرچارج نہیں مل رہا تھا رائلٹی نہیں مل رہی تھی اب تو NFC میں کچھ انہوں نے کر دیا ہے۔

لیکن 20% اس پر عملدر آم ہوا ہے۔ اب ہماری گیس کی حالت یہ ہے کوئی شہر کے علاوہ دوسرے علاقے کوئی سے گوارتک، نوٹکی سے والبند بین تک یا ٹوب تک قلعہ سیف اللہ، قلعہ عبداللہ، ہرنائی۔ وہ لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ گیس کیا چیز ہے۔ اگر آپ ان سے کہیں کہ بھئی گیس ایک ہوا ہے اس سے چولہا جلتا ہے وہ یہ سمجھتے یا! یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ اس بات پر ہنسنے ہیں۔ لیکن لوگ ان سے فیکٹریاں چلاتے ہیں وہ ہمیشہ ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ پاکستان، پاکستان کہو پاکستان۔ لیکن ہمیں بھی تو پاکستان کے اندر شمار کرو۔ اگر ہم اس طرح بات کرتے ہیں تو اس پر ہماری حکومت اور اسلامی ایک مکمل موقت لیجائے۔ دوسری بات بجلی کی ہے۔ مجھے اس پر بھی افسوس ہے ڈاکٹر صاحب ناراض نہ ہوں۔ کیونکہ اس پر میں ایک تحریک التوا بھی لایا تھا۔ اب ہماری بجلی کی حالت یہ ہے کہ دو گھنٹے ہمیں بجلی نہیں ملتی۔ لیکن جب گڈانی میں معابدہ ہوا تھا۔ دھواں وغیرہ وہاں ہمارے لئے environment کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور بجلی پنجاب کوں جاتی ہے دوسروں کو shift ہو جاتی ہے بلوجتان کو تو نہیں ملتی۔ اور آئین کی شق 157 اور 158 کہ جس صوبے میں اگر بجلی کا گرداؤ اسٹیشن بنتا ہے تو وہیں کے لوگوں کو ترجیحی بنیاد پر، وہ اپنے صوبے میں کس طرح ترسیل کرتے ہیں اس صوبے کے اختیارات ہیں۔ لیکن جناب اپیکر! ہم نے اخبارات میں دیکھا پڑھا اس پر مضمون آئے کہ چاننا کمپنی کے ساتھ چیف منستر پنجاب نے دستخط کر کے ہمارے چیف منستر کو سرے سے اس کا پتا نہیں۔ اگر اس طرح ہے تو ہم ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ کو جب لوگوں نے منتخب کر کے اور ہماری توقع یہی تھی کہ کم از کم بلوجتان کے حقوق کے حوالے سے سب سے زیادہ ہم role اور مضبوط آپ ہو گے۔ لیکن اگر معاملات اس طرح ہیں کہ گڈانی میں گرداؤ اسٹیشن بنانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب دستخط کرتے ہیں اسکے بعد کسی فنکشن میں ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم ادھر گرداؤ اسٹیشن بناتے ہیں۔ آپ گرداؤ اسٹیشن بنادیں لیکن ہمیں بھی بجلی دی جائے ہمیں دو گھنٹے بجلی نہیں ملتی۔ پنجاب کے کارخانوں کیلئے ہماری سرزی میں پر گرداؤ اسٹیشن بھی بناتے ہیں project کی بناتے ہیں۔ آج زرگ سیٹھی کا بیان پڑھیں کہ پاکستان کا منگلا کے بعد سب سے بڑا project یہی ہو گا۔ اور اس پر اتنی تیزی سے کام شروع ہو جائیگا کہ تین، چار سال میں یہ مکمل ہو جائیگا۔ لیکن کس لیئے؟ پنجاب والوں کیلئے ہماری گیس اور بجلی پنجاب استعمال کرتا ہے۔ ہم اگر اپنے حق کی بات کریں تو ہمیں غدار کہتے ہیں۔ تو اس غداری کیلئے ہم تیار ہیں آئندہ کسی قسم کی رعایت نہیں کریں گے۔ (ڈیک بجائے گئے) نہ یہ پاکستان ہم چاہتے ہیں جس میں ہمیں دو گھنٹے بجلی ملے۔

جناب اپیکر: سائز بخار ہے ہیں؟ یہ تو سائز نج رہا ہے۔

قامہ حزب اختلاف: اذان نہیں ہے۔ میں سمجھا کہ اذان شروع ہو گئی۔

جناب اسپیکر: اذان کا time تو ہو گیا۔ مولانا صاحب! آج آپ کے م nude سے تمیں قوم پرستی کی بُوا رہی ہے۔

قائد حزب اختلاف: شاید پاکستان کی نافرمانی پر یہ بات ہو رہی ہے، نافرمانی نہیں ہوئی چاہیے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ اذان کا وقت بھی آ رہا ہے۔ آپ حقیقت پر بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: بات یہ ہے جناب اسپیکر! اس معاملے کو ہم پارلیمنٹری بنز نے مضبوطی سے لینا ہے۔

نالی بنا چھوٹے موٹے کام کرنا یہ عوام کی خدمت نہیں۔ عوام کی خدمت یہ ہے کہ ان کو بجلی اور گیس آئین کے

دارے میں رہتے ہوئے دیا جائے۔ گرڈ اسٹیشن اس قسم کے معاملے جن کے بارے میں اخبارات میں آئے کالم

آیا۔ تو ہم ڈاکٹر صاحب کو بصد احترام کہتے ہیں کہ اس معاملے کو، اگر ہمیں بجلی نہیں ملتی تو پھر ہم انکو ادھر گرڈ اسٹیشن

بننے نہیں دیتے۔ اگر سودفعہ یہ پاکستان ہو جائے تو یہ پاکستان بس ہمارے لیئے۔ اگر ہمیں بجلی ملتی ہے تو ہمیں دی

جائے تاکہ ہم اس ملک میں رہیں اور اس ملک میں لوگوں کو کچھ دلا سکیں۔ تو جناب اسپیکر! گرڈ اسٹیشن پتا نہیں

کب بنے گا لیکن اسکے بعد بھی واپس اوالوں کا منصوبہ یہی ہے۔ میں نے سنا ہے بجلی کی کوئی کمی نہیں ہے اگر ٹاؤرز

اڑائے جاتے ہیں اس میں بھی اُن لوگوں کا ہاتھ ہے تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو تنگ کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

بل نہیں ملتے۔ بجلی دید و پھر بل لے لو آپ بجلی دو گھنٹے دیتے ہیں اور بل اُن سے چوبیں گھنٹے کا لیتے ہیں۔ جو

معاہدہ ہوا ہے فلیٹ ریٹ کے حوالے سے تو یہ کس طرح آپ کا حق بتا ہے؟ انہوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے

پہلے چوبیں گھنٹے پھر آہستہ باہمیں گھنٹے پھر بیس گھنٹے پھر سولہ گھنٹے اب دو گھنٹے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر! افسوس کی بات یہ ہے پہلے سردی کے موسم میں ہمیں چار، آٹھ گھنٹے بجلی ملتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ

گرمیوں میں بجلی کم اور سردیوں میں زیادہ ہے۔ اب تو سردیوں کے موسم میں یہ حالت ہے کہ دو گھنٹے بھی نہیں

ملتی۔ گرمیوں میں جب فصلوں کا سیزن شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت ایک گھنٹہ بھی تو نہیں ملے گی پھر لوگ

کیا کریں گے؟ تو جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کی حالت بہت تباہ کن ہے۔ اس حوالے سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ

دھشتگردی سے بھی زیادہ ہے۔ جو لوگ دھماکہ کر کے اُسمیں سو، دوسو بندے مر جاتے ہیں۔ لیکن بجلی نہ ملنے کی وجہ

سے تو سب مر جاتے ہیں۔ اور لوگ فاقہ کشی کی وجہ سے ڈاک لئے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لہذا جناب اسپیکر! اس

پر توجہ دینی چاہیے۔ اور اس پر ایک ایسا مأمور قف اٹھانا چاہیے تاکہ مرکز مجبور ہو کر ہمیں بجلی اور گیس دے۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ سید رضا صاحب۔ سب کی طرف آؤ نگا کیونکہ پرانگ آف آرڈرز

MPAs' کا right ہیں۔

سید محمد رضا: شکریہ جناب اسپیکر۔ عوامی نوعیت کا ایک اور مسئلہ جو پاسپورٹ کے حوالے سے ہے، میں

اٹھانا چاہونگا۔ بار بار یہاں، اسی فلور سے گزارشات پیش کی گئیں۔ توجہ دلاو نوں دلایا گیا۔ لیکن اسکے باوجود میں نے خود بار بار وہاں جا کر یہ حالت دیکھی ہے کہ گھنٹوں لائسنس لگوانی جاتی ہیں عوام کی عورتوں کی بچوں کی، اتنی سخت سردی میں اسکے باوجود کوئی شناوائی نہیں ہوتی۔ کوئی ایک check list انکواکیں دن پہلے نہیں تھماں جاتی کہ یہ requirements ہیں آپ یہ چیزیں لے کر آئیں بار بار ایک چیز کیلئے انہیں دوڑایا جاتا ہے کبھی سی سی پی او آفس کبھی متعلقہ تھا نے۔ اسکے باوجود آپ یقین کریں کہ چھ سالوں سے لوگوں کے پاسپورٹ斯 اتنا میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک case کا لام اس نے نہیں بھرا تھا چھ سالوں سے اسکو رگڑے دیئے جا رہے ہیں بہت آسانی سے اس سے یہی بات کہی جا سکتی تھی کہ آپ نے فارم صحیح fill نہیں کیا۔ اچھا عوامی نمائندوں کے جانے پر یہ ہوتا ہے کہ چار بندوں کی شناوائی ہوتی ہے اسکے بعد مزید سخت قوانین بیہودہ قوانین۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ کسی بھی بارڈر سے غیر قانونی طور پر یہاں آنے والوں کیلئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے میں لوکل سڑپیکیٹ پاسپورٹ شناختی کارڈ گھر بیٹھے دو تین دنوں میں مل جاتے ہیں۔ ایک واقعہ آپکو ساتا ہوں 17 گریڈ کے ایک آفیسر کے پاس ایک بندہ اپنے کاغذات لیکر آیا attestation کیلئے۔ آفیسر نے دیکھا کہ یہ تو میرا اپنا بھائی ہے صرف تین دنوں کا فرق ہے تاریخ پیدائش میں۔ کہا بھائی آپ کے کتنے بھائی ہیں دھڑلے سے اس شخص نے پورا شجرہ نسب گوادیا، اس نے کہا مل مل کے سترہ بھائی بہنیں ہوں گی۔ یہ حالت ہے ہماری کہ ہمیں خود نہیں پتا کہ ہمارے اپنے شجرہ نسب میں کتنی اولادیں درج کی گئی ہیں۔ ہمارے کتنے مزید بھائیوں بہنوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ایک ایک شخص کے پاسپورٹ میں ایک ایک شخص کے بی فارم میں کئی کئی ناموں کا اندرج ہوا ہے۔ یہ کس نے کیا ہے؟ جن کا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں تعلق ہے اُنکی کیوں پکڑائی نہیں ہوتی ہے؟ بار بار یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ اس ایوان کی طرف سے میں یہ بات اٹھانا چاہوں گا اور میں یہ سفارش بھی کروں گا اپنے ارکین اسمبلی سے اور دوستوں سے کہ انکواکیں قانون بنائے دیا جائے ایک رول ریگیو لیشن ہو اسکے مطابق چلایا جائے۔ ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق جب ایک نیا آفیسر آتا ہے اسکی جو مرضی اگر اس کا مودع صحیح ہے تو ٹھیک ورنہ وہ ایک نئی شق اسی میں ڈال دیتا ہے۔ اب سننے میں یہ آیا ہے بلکہ میں نے خود دیکھا ہے کہ انہوں نے ایک اور شرط رکھی ہے کہ آپ جائیں جہاں جہاں آپ نے ووٹ ڈالا ہے ووٹنگ لسٹ سے اپنا نام لے کے آجائیں وہ بھی اسمیں شامل کر دیجئے۔ پہلے ایک جگہ لائن لگتی تھی ابھی دس دس جگہوں پر لائسنس لگتی ہیں۔ اسکا سب سے بڑا victim کون ہے؟ اور law and order situation کو مد نظر رکھتے ہوئے، صحیح سے شام تک کھڑے رہنے کیلئے ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ already مختلف offices میں نہ صرف

دھماکے ہوئے ہیں وہاں target killings ہوئی ہیں عورتوں اور بچوں کو مارا گیا ہے اگر پھر خدا نو استہ انکی negligence کی وجہ سے اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آیا اور پیسے کمانے کی چکر میں تو یہ ذمہ داری کس کی ہو گی؟ میں یہ بات اس floor کے توسط سے آپ سب تک پہنچانا چاہ رہا تھا۔ اور اس پر کارروائی کی جائے اس پر با قاعدہ notice لیا جائے۔ اور قائد ایوان سے بھی میری گزارش ہے کہ اس پر جلد سے جلد، جو جلوگ اسیں شامل ہیں انکو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اُن سے انکوازی کی جائے کہ ہمارے لوگوں کے ساتھ یہ ناجائز، یہ غیر قانونی عمل، یہ غیر قانونی روئی کیوں روک رکھا گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: آپ ساروں کے جواب اکٹھے دے دیں، جی آغازیات صاحب۔
آغازیڈ لیاقت علی: جناب اسپیکر شکریہ۔ میرا حلقوں پیشین ہے میں اس کی بھلی پر بحث کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

آغازیڈ لیاقت علی: پیشین میں پندرہ دن سے بھلی نہیں ہے۔ رات میں نے واپڈاوالوں کو فون کیا کہ جی آپ مہربانی کر کے عوام کو کم از کم ایک گھنٹہ پینے کے پانی کیلئے تو بھلی دیں۔ اُنکی مہربانی کے انہوں نے میرے گاؤں کلی کر بلاؤ آدھا گھنٹہ بھلی supply کی اور اسکے علاوہ مختلف علاقوں سرانان وغیرہ کو بھی دی گئی۔ جناب اسپیکر! یہ بھلی جو اس وقت 220MW یا KW ہمیں کم از کم پانچ سو تو گزشتہ ایک ہفتہ دس دن پہلے مل رہی تھی۔ پھر بقدمتی یہ ہوئی کہ گیس کی shortage آئی حبیب اللہ کو شل کو گیس کی سپلائی بند کر دی گئی۔ وہ بھی drop ہو گیا جی۔ پھر بقدمتی یہ ہوئی کہ ٹاور زارٹ اے گئے۔ جناب اسپیکر! چیف منٹر صاحب بیٹھے ہیں، اسی فور پر میں نے اُس وقت بھی یہ نشاندہی کی تھی کہ یہ ٹاور زارٹ اے چاہتے ہیں اسکے لیئے ہماری صوبائی حکومت لاکھوں روپے ایف سی کو دے رہی ہے۔ لوکل ذرائع کو بھی ادائیگیاں ہو رہی ہیں واپڈا کو بھی ہو رہی ہیں۔ لیکن ابھی بھی ٹاور زارٹ ہے۔ آپکو ایک بات مزے کی بتاؤں کہ بھلی کے چالیس ٹاورز جو چھ سے لیکر دوزان تک اس علاقے میں اڑاۓ جاتے ہیں اب یہ ایک میدانی علاقے میں اڑاۓ گئے ہیں۔ اور یہ ٹاور زارٹ آج تک، آج صبح مجھے پتا چلا ہے کہ انکو clearance نہیں ملی ہے اور واپڈا والے ابھی تک مرمت کیلئے نہیں گئے ہیں۔ کون دیگا یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن ایک بات میں ادھر کہتا چلوں ہمارے وزیر داخلہ صاحب تشریف رکھتے ہیں سیکرٹری داخلہ پتا نہیں یہاں بیٹھے ہیں یا نہیں۔ میرے خیال میں یہ ہماری ائیریئر منٹری کی بالکل نااہلیت ہے کہ وہ اس پر کنٹرول نہیں کر سکتی۔ اس سلسلے میں میں نے تین چار میٹنگز ائیریئر سیکرٹری کے ساتھ attend کی ہیں۔ کسی پر کوئی عمل نہیں ہوا کوئی پیش رفت اُن پر نہیں ہوئی کوئی کام نہیں ہوا۔ اسکے بعد یہ ٹاور زارٹ اے گئے ہیں۔

اب میں چیف منٹر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس پر ایک کمیٹی بھائیں کر آیا یہ جو procedure تھا پچھلی دفعہ، جن لوگوں کو یہ کام سونپا گیا تھا کہ ان ٹاورز کی رکھواں کیلئے یا انکی مرمت کیلئے یا اسکے لیے کیا تدابیر کرنی چاہیئے۔ کیا کام اُس کمیٹی نے کیا؟ وہ کام یہ لوگ نہیں کرتے ہیں۔ یہاں دانستہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس صوبے کو backward رکھا جائے اور ان ٹاورز پر کوئی بھی دھیان نہیں دیا جاتا نہ انکی سیکیورٹی پر۔ جناب اسپیکر! بہت افسوس کی بات ہے کہ آج چھڑاون ہے وہاں clearance تک نہیں ملی ہے۔ یہ ہماری اس گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ ہماری Interior ministry, Interior secretary کی ذمہ داری ہے۔ انکو چاہیئے تھا کہ فوراً واقعہ کو connect کرتے اور واپڈا سے کہتے ایف سی سے کہتے کہ بھی آپ clearance دیں۔ ہم کوئی چالیس لاکھ انکو payment کر رہے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں، اب بہت ہو چکا ہے کچھ مرکز کا۔ جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا ہمارے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں کہ ہمیں بھلی نہیں دی جا رہی ہے۔ ہماری کچھ اپنی کوتا ہی ہے ہمارے اپنے آدمی اس پر دھیان نہیں دے رہے ہیں۔ تو اس پر میں چیف منٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر لازمی ایک کمیٹی بنائی جائے کہ کیوں یہ کام نہیں ہوا یہ سیکیورٹی کیوں نہیں ہوئی؟ جناب اسپیکر! اب میں گیس کی طرف آتا ہوں پچھلے دونوں میں کراچی گیا تھا وہاں ایم ڈی صاحب سے میں خود ملا آپ یقین کریں جس طرح زیرے صاحب نے کہا اسی طرح ایم ڈی نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگ تو بیل نہیں دیتے ہیں۔ پھر میں نے ہنس کے اُس سے کہا کہ کیا کوہ نور ٹیکسٹائل مل آپکو پورا بیل دیتی ہے؟ سارے بلوچستان کی گیس ایک طرف کوہ نور کی ایک طرف۔ ہم اتنی نہیں جلاتے ہیں جتنی کوہ نور ٹیکسٹائل مل لائیں پورا جلاتی ہے۔ وہ ایک دن میں 42MMCFT گیس جلاتی ہے اور پورا بلوچستان ایک دن میں 40MMCFT گیس جلاتا ہے۔ ہماری پروڈکشن 808MMCFT ہے سوئی سے جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ آرٹیکل 157 اور 158 کے تحت یہ ہمارا right بتتا ہے یہ ہمارا حق ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ بلوچستان کو، ہماری جو ضروریات ہیں وہ provide کرے۔ اُسکے لیے انہوں نے کیا بہانہ بنایا ہے۔ پچھلے دونوں ایم ڈی صاحب آئے تھے چیف منٹر صاحب سے بھی ملے۔ میں زیارت وال اور ڈاکٹر حامد خان ہم لوگ بھی گئے۔ اُس نے کہا کہ جی آپکی پانپ لائیں بہت کمزور ہے ہم جب اسیں پریش دیتے ہیں تو گیس زیادہ آجائی ہے اور وہ پریش نہیں پکڑتی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ایسی باتیں ہیں آپکا کیا خیال ہے کہ ہم اسکو نہیں سمجھتے آپ مہربانی کر کے ہمارا کوٹہ ہمیں دے دیں 40MMCFT جو دن کا ہمارا consumption ہے وہ ہمیں پورا دیں یہ پانپ لائیں اسکو گزارتی ہے۔ پھر اس نے یہ وعدہ کیا کہ ٹھیک ہے میں 9 تاریخ کو واپس آؤں گا

آپکے ساتھ سوئی جاؤں گا۔ اور وہاں ہم یہ کام کرینگے اُس نے 8 تاریخ کو اپنے تمام پروگرام cancel کیے اور وہ ادھرنہیں آئے۔ جناب اسپیکر! عرض یہ ہے کہ اگر یہ افسران بالا اسی طرح کرتے رہے چیف منٹر صاحب کو ایک پروگرام بتاتے ہیں ہمیں دوسرا بتاتے ہیں مولانا صاحب کو تیسرا بتاتے ہیں تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔ ہمارا اس سوئی سدرن گیس کمپنی کے ڈائریکٹرز میں سے ایک بھی آدمی بلوجستان سے نہیں ہے۔ حق تو یہ ہے کہ سوئی سدرن گیس یہ بلوجستان کی گیس پر ہے۔ اسکو سوئی کی بائی فریکیشن سوئی گیس کی اس طرح ہوئی تھی کہ سوئی نادرن گیس پنجاب اور KPK کو سنبھالے گی اور بلوجستان اور سندھ کو سوئی سدرن گیس۔ اور سوئی سدرن گیس، اگر آپ جناب کو یاد ہو کہ جب پی پی ایل کو نیلام کیا جا رہا تھا یا بچا جا رہا تھا تو نواب اکبر خان بھٹی نے اس پر اعتراض کیا تھا۔ اور اُس اعتراض میں، میرے پاس cutting بھی بھی پڑی ہے میں نے بھی اس پر آواز بلند کی تھی کہ یہ ناجائز ہے ہم بلوجستان والے بھی اسکو خرید سکتے ہیں ہم اس کو خریدتے ہیں جو کوڑیوں کے دام اس کو بیچنے کا۔ مطلب میرا یہ تھا کہ اگر سوئی سدرن گیس ہمیں ہمارا کوئی نہیں دے سکتی تو اسکی میمنٹ میں تو کم از کم ہمارے ایک دو آدمی کو تو شامل کیا جانا چاہیے تاکہ ہمیں پتا چلے جیسے یہ بتا رہے ہیں کہ جی آپکی اس وقت پکوکی جو پروڈکشن ہے وہ کم ہو رہی ہے سوئی کی کم ہو رہی ہے۔ یہ چیزیں پھر ہمیں پتا چلنا چاہیے ہمارا چونکہ اسکے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کوئی آدمی نہیں ہے اس لئے آج ہم لاچار ہیں ہم انکو نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کیا ٹینکیک ہمارے ساتھ کر رہے ہیں تو میری جناب آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہم لوگ چیف منٹر صاحب سے بھی یہ گزارش کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے سوئی سدرن گیس پر pressure ڈالا جائے کہ ہمارا پورا کوٹہ ہمیں دیا جائے۔ اور بورڈ آف ڈائریکٹرز میں لازمی ہمارے صوبے کے آدمی کو nominate کیا جائے۔ جناب اسپیکر! ان گزارشات کے ساتھ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بہت مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔

محترمہ سن بانور خشنانی: شکریہ جناب اسپیکر۔ گیس اور بجلی پر تو بہت اچھی اور موثر گفتگو کی گئی ہے اسکے ساتھ ساتھ ایک عوامی شکایت یہ بھی بہت آرہی ہے، جو ہمیں گیس یا بجلی دی جا رہی ہے تو آئیں اسی تیزی سے ہمارے پلوں میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ ایک گھر ان جس کی تقریباً اس ہزار روپے تک خواہ ہے اُسکا ایک ہی چولھا ہے اور وہ بھی آج کل نہ جلنے کے متراوٹ ہے۔ تو اسکا بدل تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ ہزار روپے سے اوپر آتا ہے۔ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ عوام میں، ہمارا تعلق چونکہ عوامی حلقے سے زیادہ ہوتا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ حکومت محض ہمیں ایک سہولت دیتی ہے جسکے ہم پیے دیتے ہیں۔ اور جس گھر ان میں ایک چولھا استعمال کیا جا رہا ہے وہاں ساڑھے

آٹھ ہزار روپے اگر میل آئے گا اس چیز کو ہی note کیا جائے کہ اسکی کیا وجہات ہیں؟ کہ یہیں اور بجلی کے علاوہ یہاں پانی کا مسئلہ بھی ہے۔ جو میرا اعلاقہ ہے جہاں میں رہتی ہوں وہاں صحیح ساز ہے چبے بجلی چلی جاتی ہے اور شام چبے کے بعد ہی واپس آتی ہے۔ جب میں نے معلومات کیں تو ہمیں یہ جواب دیا گیا کہ میدم آپکا علاقہ غربیوں سے تعلق رکھتا ہے اسی لیے ہم وہاں اتنی یہیں اور بجلی کی سپلائی نہیں دے سکتے۔ تو یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ کیا غربیوں کا حق نہیں ہے کہ وہ یہیں اور بجلی استعمال کریں؟ دوسرا گزارش میری ڈاکٹر صاحب سے یہ ہے کہ ایک تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہمیں ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنا پڑتی ہے۔ نوجوانان یہ کہتے ہیں کہ GRA test یا ایک ٹیسٹ ہے اُسکے بعد آپ ایم فل یا پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں۔ مثلاً جو اردو اسلامیات یا کسی بھی مضمون میں ایم فل کرنا چاہے تو وہ اُس ٹیسٹ میں انگریزی بھی میتھس اور دیگر مضامین ایسے ہیں جنہیں اُسکو clear کرنا پڑتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو ہمارے اپنے subject ہے اُس موضوع سے ہمارا test یا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے اس طریقے سے تعلیمی سلسلے کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے براہ مہربانی میں وزیر تعلیم اور ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے بالخصوص یہ باتیں، کیونکہ وہ اس موضوع کو دیکھیں۔ تاکہ GRA test کو ختم کر کے تعلیمی سلسلہ جو آگے تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنے کیلئے اُسکو آسان ذرائع سے آگے بڑھنے کا موقع دیا جائے۔ اگر ٹیسٹ ضروری ہے تو جس کا اپنا متعلقہ مضمون ہے اُسی سے اُسکا ٹیسٹ لیا جائے۔ تیسری بات امن و امان کے حوالے سے کرتی ہوں کہ پچھلے دور میں محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ جو خواتین کی وزیر تھیں اُنکے ساتھ دو دفعہ ایسا واقعہ پیش آ رہا ہے اُنکی زمینوں کو جلا دیا جاتا ہے اُنکے جتنے بھی چاول گندم وغیرہ ہوتے ہیں دوساروں سے تقریباً اُنکے ساتھ دوسری بار یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے یہ request کی تھی کہ ہمیں خاتون ہونے کی سزا دی جا رہی ہے کہ ایک عورت ہوتے ہوئے میں زمینداری کرتی ہوں یا میں ایکش میں کھڑے ہونے کی سوچ رہی ہوں یا میں نے بلدیاتی انتخابات میں اپنے بندے کھڑے کیتے ہیں۔ کیا مجھے اسی بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ تو اس حساب سے اُنکو جو نقصان ہوا ہے وہاں کے کسانوں کو جو نقصان ہوا ہے تو میں گورنمنٹ سے یہ کہتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے اُنکی مدد کی جائے یا اُنکی آواز تک آپ پہنچنے کی کوشش کریں جو ہمارا فرض ہے جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اُس حساب سے ہم اپنے فرائض، اپوزیشن سمیت کوئی اپنا فرض پورا نہیں کر پا رہا ہے۔ یہیں، بجلی اور پانی کو آپ لے لیں۔ ہم جہاں تھے آج بھی وہیں ہیں۔ بقول ڈاکٹر صاحب کے کہ تین مہینے کے اندر اندر ہم مسائل حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب بجلی میں آٹھ سے بارہ گھنٹے کی shortage ہو رہی ہے۔ یہیں اچانک بند ہونے کی وجہ سے اموات ہو رہی ہیں۔ پچھلے دس دنوں میں چھ

لاشیں پنجاب بھجوں چکلی ہوں۔ تو یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ گیس کی وجہ سے اگر کوئی مرتا ہے تو اس کا مجرم سوئی سدرن گیس والوں کو ہی قرار دیا جائے وہ اسکے قتل کے ذمہ دار ہونگے۔

جناب اسپیکر: شکریہ میدم۔ دو، تین مسئلے میدم نے اٹھائے ہیں۔ ایک تو رضا بریج صاحب سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا امن و امان سرفراز بگٹی صاحب سے۔ لیکن اسکا طریقے سے جواب دینگے۔ will handover the floor to, on behalf of the C.M Law and Parliamentary Affairs the only lady who she Minister, please spoke out today.

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: جونکات دوستوں نے پونٹ آف آرڈر پر اٹھائے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں، جی جی، انہی کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: شکریہ جناب اسپیکر آپ نے floor میرے حوالے کی۔ جناب اسپیکر! جو باقی میں دوستوں نے یہاں کیں، میں ان کے آراء سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! 1954ء میں گیس سوئی اور ڈیرہ بگٹی سے نکلی اور ملک کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔ 1980ء تک ہم اس گیس کے بارے میں جانتے بھی نہیں تھے کہ یہ کیا چیز ہے۔ 1980ء میں پہلی مرتبہ کوئی گیس دی گئی اس کے علاوہ بلوچستان میں کہیں نہیں تھی۔ اس کے بعد آدھا ضلع قلات اور آدھا ضلع زیارت کو دی گئی، بعد میں پیشین کے کچھ علاقوں کو۔ تو جناب اسپیکر! میں پہلی بات یہ کرتا ہوں کہ یہاں دوستوں نے جوبات کی اس پر تحریک التوا بھی جمع ہے اور میں نے قرارداد بھی جمع کروائی ہے۔ اور یہاں جو مجھے 15 تاریخ کا اینڈ ادیا ہے۔ پہلی گزارش میری یہ ہے کہ اس قرارداد کو التوا میں رکھیں اُس قرارداد کو آگے لے آئیں۔ واقعی صوبے کا بہت serious مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر! صوبائی گورنمنٹ کے طور پر پہلی مرتبہ ہم نے وفاقی منسٹر کو، مولانا صاحب باہر چلے گئے۔

جناب اسپیکر: نماز پڑھنے لگے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور و اطلاعات: ہم نے پہلی مرتبہ وفاقی منسٹر کو یہاں بلا یا تھا، سوئی سدرن کے GM کو یہاں بلا یا تھا اور یہ باتیں ہم نے اُنکے سامنے رکھی ہیں۔ جناب اسپیکر! بات ہے vision کی۔ ہماری vision ہماری جو حکومتیں گزری ہیں عوام کے منتخب نمائندے with due respect سب کے سامنے۔ ہم نے اُن چیزوں پر توجہ نہیں دی جو ہمیں دینی چاہیے۔ آج ہمیں کہا گیا کہ جو صلاحیت گیس دینے کی جناب اسپیکر! 150 MMCFT لاٹ جو آئی ہے اور ہماری ضرورت اس وقت 180 MMCFT ہے۔

اور اس لائن میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ آپکو 150 سے زیادہ گیس دے سکے۔ آپکے پاس وہ infrastructure ہی نہیں ہے دوسری بات جناب اسپیکر! بھلی کے حوالے سے، آپ کے صوبے کی بھلی کی ضرورت تقریباً 1600 میگاوات ہے۔ آپکے پاس اس وقت جو لائنیں موجود ہیں وہ آپکو 600 میگاوات کی ترسیل دے سکتی ہیں۔ جناب اسپیکر! ان چیزوں کے حوالے سے ہمیں اندر ہے میں رکھا گیا تھا ہوا یہ، Leader of the House ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ تھے۔ وہاں ہمارے ساتھ وعدہ ہوا کہ ڈیرہ غازی خان، لورلائی اور خضدار، دادو یہ دولاٹیں ہم آپکو دسمبر میں complete کر کے دیں گے۔ اب اسکے ساتھ ساتھ دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے جو ہم نے سُنا تھا ہم تو سُنی سُنا تھا تو اسکے حوالے سے ڈر کے مارے پوچھا۔ جب یہ بھلی آپ دیں گے ہمارے پاس infrastructure موجود نہیں ہے پھر کیسے ہو گا۔ اُس نے کہاں اُس کیلئے پھر پسیے دیں گے infrastructure بنائیں گے۔ تو میں نے کہا وہ کتنے عرصے میں بنے گا۔ اُس نے کہا 2 یا 3 سال میں۔ تو میں نے کہا پھر آپکے لائن لانے کا فائدہ کیا ہوا؟ اُس کے بعد دوسری تیسرا میٹنگ میں آٹھ ارب روپے منظور کروائے۔ جب گیس بھلی آجائیں گی جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ vision کی باقی تھیں۔ ماضی میں ان چیزوں پر لس 30 کروڑ اسکو دیئے اور 30 کروڑ دوسرے کو دیئے یہ معاملہ چلتا رہا اور ان چیزوں پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ اب دونوں لائنیں یہ دو سال پہلے مکمل ہونا تھیں، اب شاید اپریل میں دسمبر تو گزر گیا، اپریل میں جب یہ مکمل کر کے ہمیں دیں گے وہاں بھی infrastructure بنانے کیلئے اور یہاں بھی 8 ارب روپے منظور ہوئے ہیں اُس سے یہ infrastructure دینے۔ لیکن اسلام آباد والے وہ پیسے بروقت ہمیں جاری نہیں کرتے اس وجہ سے کام بروقت نہیں ہوتا۔ تو اسلئے جناب اسپیکر! ایک کو بلا یا دوسرے کو بلا یا نوٹس ہم نے لے لیا اور جب صورتحال دیکھی اُس حوالے سے ہماری پوزیشن یہ ہے۔ اس پر ایک تحریک التواب بھی جمع ہے اور اس موضوع پر ایک قرارداد بھی جمع ہے۔ بھلی کے حوالے سے جناب اسپیکر! میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپکی ٹرانسیشن لائن جب آپ چشمہ سے ٹوب کے راستے نہیں لائیں گے ہم بھلی کے حوالے سے ایسے ہی ہو گئے یہی صورتحال ہو گی اس صورتحال کو بدلنے کیلئے ضروری ہے کہ جو قرارداد اور تحریک التواب ہیں اُس پر پھر ہم بحث کریں گے۔ جناب اسپیکر! جیسے نصر اللہ ذیرے صاحب اور دوسرے دوستوں نے اس موضوع پر بات کی ہے۔ اس کے لئے فوری طور پر آپ ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی آپکی سربراہی میں یہاں گیس کمپنی کے جی ایم اور کیسکو والوں کو بلائے کہ یہ جو ہمارے مسائل ہیں انکو کیسے حل کر سکتے ہیں انکا فائدہ اور کیسے ہو سکتا ہے اور فوری جو ہماری ضرورت ہے صوبے کی۔ اور پیشگوئی یہ ہوئی ہے کہ جنوری کے اخیر تک ٹھنڈ جاری رہے گی۔ آج 13 تاریخ ہے

جب آپ 30 تک جائیں گے تو اس صورتحال میں لوگوں کی چیزیں نکلیں گی۔ جناب اپیکر! کوئی شہر کی وہ کوئی گلی ہے جہاں کیس کے حوالے سے احتجاج نہیں ہوا ہے۔ دوسرا نکتہ جو رضا صاحب نے اٹھایا ہے اُس پر جناب اپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے وفاق کے جو ادارے ہیں یہ جس طریقے سے کام کو آگے چلاتے ہیں یا کام کرتے ہیں۔ پاسپورٹ آفس اور نادرا دونوں جناب اپیکر! دوست صحیح کہتے ہیں کہ ان میں irregularities ہیں۔ جناب اپیکر! کسی کی فیملی میں ایک آدمی ڈالا بعد میں اُسکی نشاندہی ہو گئی اور تین سال تک وہ یہ بھکتار ہیگا کہ یہ کس نے ڈالا ہے؟ اسکا اور اس کی فیملی کے شناختی کا روڑ بلاک کر دیے۔ جس نے ڈالا ہے جس نے کیا ہے اسکا کوئی پتا نہیں جناب اپیکر! رگڑے لوگوں کو دے رہے ہیں کہ آپ کے خاندان میں فلاں آدمی کہاں سے آگیا۔ جہاں سے آیا آپ بتائیں اگر میں مجرم ہوں تو میرے شناختی کا روڑ بلاک کر دیں اگر نہیں تو جو مجرم ہے اُس کا شناختی کا روڑ بلاک کر دیں۔ تو جناب اپیکر! اس حوالے سے میں پھر آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو نادرا اور پاسپورٹ والے دونوں کو بلا میں جوان چیزوں کو smooth کریں۔ جس نے کی ہے مداخلت، جس نے پیسے لئے ہیں۔ جیسے ادھر کہا گیا کہ ایک لاکھ بیس ہزار روپے میں گھر بیٹھے لوکل، شناختی کا روڈ اور پاسپورٹ سب مل جائیں۔ اسمبلی ممبر ان ذمہ دار لوگ ہیں الیکی باتیں نہیں کریں گے۔ لیکن جناب اپیکر! انکو لاکھ کے بھاکے اُن سے پوچھنا پڑیگا کہ بابا یہ جس نے کیا ہے آپ کا عملہ اس سے مبرہ اُنہیں ہے۔ میں آپ کوئی بھی پاسپورٹ آفس میں نہ نادرا میں اندر جا سکتا ہے جو لوگ اندر ہیں آپ کا عملہ یہ ان سے پوچھیں وہ جہاں سے ڈھونڈیں گے لیکن اس چیز کی سزا ہمارے عوام کو نہ دیں یہ بات اُنکے سامنے رکھنی ہو گی۔ اسکے علاوہ جناب اپیکر! گیس کے حوالے سے لوگوں کے جومطالبات ہیں۔ ہم نے تقریباً میں، باکی میں اسٹیل ملز کوئی میں بند کر دی ہیں صحیح بات ہے حبیب اللہ کوٹل والوں کی کہ اسکی گیس بند کرو لوگوں کو گیس دو اُسکی گیس بھی بند کروائی۔ اسکے علاوہ دیگر جگہوں پر ایسی گیس جو ہماری استعمال ہو رہی تھی اُن سب کی stop productive activity کو stop کر کے لوگوں کو گیس دینی تھی۔ اب پھر بھلی کے پول اڑائے گئے ہیں گیس کی لائن پر حملہ ہو رہے ہیں۔ اب جو صورتحال ہے اس صورتحال میں میں دوستوں کے سامنے یہ بات اس طریقے سے رکھ رہا ہوں کہ اس صورتحال کو بد لئے کیلئے بیک آواز ہو کے اسلام آباد سے یہ کہنا پڑیگا کہ جو لا میں جہاں سے آپ لارہے ہیں جن علاقوں سے گزرتی ہیں۔ جناب اپیکر! گورنمنٹ سے بھی، میں گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے۔ جناب اپیکر! پہلے گورنمنٹ کی جس چیز کو بھی نقصان پہنچتا تو DC علاقے کے تمام معترین کو بلا کر اُن سے پوچھتا تھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے اور یہ کیوں ہوا ہے؟ اور وہ اُس آدمی کا نام بتاتے تھے چھپنے والی

کوئی چیز نہیں ہوتی تھی اس طریقے سے لاء اینڈ آرڈر کو maintain رکھا تھا۔ اب صورتحال یہ ہے جس نے جو کیا جہاں کیا کوئی پوچھنے والا نہیں تو اسے میں ہماری صوبائی حکومت کی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم ڈی سی او زکو پابند کریں۔ ہمارے پولر اڑائے جاتے ہیں پاسپ لائن اڑائی جاتی ہے اور گورنمنٹ کے کاموں میں مداخلت ہوتی ہے ہم کچھ نہیں کرتے تو کب کریں گے۔ ڈی سی او پھر کس مرض کی دوا کی ہے اور یہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے اسی طریقے سے کیسکو والوں کی بھی ذمہ داری ہے جہاں وہ غیر محفوظ ہیں وہ گورنمنٹ کو بتائیں وفا قی گورنمنٹ کو صوبائی گورنمنٹ کو وہ انکی حفاظت کیلئے اور جناب اسپیکر! تجھ میں یہ بھی ہو رہا ہے آج بھی اخبار میں ہے کہ بھلی اور گیس کو مہنگا کریں گے۔ ایک توسرے سے ہمارے پاس بھلی ہے نہیں۔

جناب اسپیکر: IMF کے حوالے سے خبر آئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: IMF کے حوالے سے ہے جناب اسپیکر! ہماری قرارداد ہے۔
جناب اسپیکر: ذرا دھیان دیں بھلی مہنگی ہو رہی ہے جس سے ہماری پریشانی اور بڑھنے لگی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: جناب اسپیکر! مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ ان چیزوں کو ہم کیسے کریں گے؟ لوگ اپنے گھروں میں ایک بلب جلانے کے قابل نہیں ہونگے۔ اور آپ کے جو line losses ہیں یہ دنیا میں 11% ہوا کرتے ہیں پاکستان میں 45%， یہ جھوٹ ہے۔ 45% چوری ہے اس چوری کو چھپانے کیلئے یہ کرتے ہیں کہ فلاں اس ہے فلاں اس ہے۔ اپنی چوری کو بند کریں گورنمنٹ کی write کو بحال کر دیں۔ جہاں جہاں سے یہ ہو رہی ہیں، اب ایک شریف آدمی بل pay کر رہا ہے آپ سب کچھ اس پر ڈال رہے ہیں اور جو سرے سے نہیں کر رہا وہ آزاد ہے، یہ غلط ہے۔ ہمارے صوبے کی بھلی کی جو ضرورت ہے اس سے زیادہ لا ہو رکا کراچی کا ایک کارخانہ چوری کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: ایک دفعہ فصل آباد میں ایک ٹیکسٹائل ملز 27 کر ڈال کا چھکا ماری تھی آپ کہاں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: جناب اسپیکر! اسکا نوٹس نہ لینا صوبائی حکومت اور اس ایوان کی حیثیت سے اس پر بات نہ کرنا اسکو آگے نہ لے جانا بس وہاں سے حکمیں آتی ہیں اور آگو ہم follow کریں گے، کیسے کس طریقے سے ہم follow کریں گے یہ حکم کس کا ہے اس پر قابو کیوں نہیں پایا جا سکتا یہ ذمہ داری کس کی ہے گورنمنٹ کس لئے بنی ہے عوام نے ووٹ کس لئے دیا ہے ہم نے ان چیزوں کو چھیڑا بھی نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! اسکے لئے آپ سے قائد ایوان سے پورے ہاؤس سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان چیزوں پر وفاق سے ہم نے بحث کرنی ہے کہ بھی یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں انکو smooth کرنا ہو گا۔ ہر ایک کو قانون اور قاعدے

کا پابند بنانا ہو گا تب جا کے ہم کہیں کا ہو سکیں گے۔ اسکے علاوہ جناب اسپیکر! امن و امان کے حوالے سے مختصر مہ نے بات کی۔ جناب اسپیکر! ہم پہلے سے طے کہہ کر چکے ہیں کہ اس پر بات کریں گے۔ اور باقی جو ضرورتیں اور شکایتیں ہیں یہ ہاؤس اسی کیلئے ہے اس سے پہلے جو غفلت ہوئی ہے اُس کو مزید نہیں چھیڑتے ہیں وہ vision کی سیاست نہیں تھی وہ Parliament کی vision کی نہیں تھی انہوں نے کام infrastructure کے نہیں بنایا پانی کا نہ بجلی کا نہ گیس کا کسی بھی چیز کا آپکے پاس موجود نہیں جب آپ اس سے کہیں گے تو وہ بتائیں گے کہ اس پر اتنے ارب روپے خرچ آیا گا۔ جب پائپ لائن دوسری لائینیں اس وقت پورا صوبہ گیس سے محروم ہے۔ لوگ جنگلات کاٹ رہے ہیں بارش نہیں ہے بارش کا جو بنیادی ذریعہ تھا وہ ہم نے اسکو تباہ کر دیا ہے۔ اگر گناہ گاری ہے تو ہم نے یہ گناہ گاری کی ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں گیس کی ضرورت ہے ہماری اپنی گیس ہے جہاں سے نکل رہی ہے یہ بات نہیں مانتے سوئی سدرن یہاں گیس پائپ لائن ڈال رہے ہیں اسکا پھر آگے ہجدا حافظ ہے۔ ہم صوبائی حکومت کی حیثیت سے اس گیس کو protect کرنے کیلئے کوئی تک ہر مہینے کم از کم دس بارہ کروڑ روپے FC کو دے رہے ہیں why? محفوظ راستہ آپکے پاس ہے۔ کوئی نہیں سُننا کسی کی بات نہیں سُنی جاتی سوئی سدرن کو کیا پتا ہے زرگون میں گیس موجود ہے اس کو کیا کریں گے؟ خوست میں گیس موجود ہے اسکو کیا کریں گے؟ ground reality کا ہمیں پتا ہے اور فیصلہ کوئی اور کرتا ہے۔ اور جب فیصلے کرتے ہیں اُسیں جو جہاں گیا وہ گیا آج گیس نہیں ہے تو مولانا صاحب! میں جتنی چیزوں چلاوں وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس 150MMCFT فٹ کی صلاحیت ہے آپ کے پاس سادے الفاظ میں میں یہ کہوں گا اور آپ کی ضرورت 180MMCFT کی ہے۔ لہذا آپ کو بھلتنا ہو گا ہم بیٹھ کے بھگتے رہیں گے کیا کر سکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! بنیادی طور پر یہ چیزیں ہیں اب اس پر رو لگ دیں اس پر کہیں بتائیں اور اسکو آگے لے جا کر ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ thank you

جناب اسپیکر: جی سرفراز بٹی صاحب! ابھی دو incidents جو ہوئے ہیں آپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک وہ جس کا زمرک خان صاحب نے حوالہ دیا۔ اور دوسرا ہماری سابقہ ایم پی اے، وزیر صاحبہ کے کھیت جلا دیئے گئے۔

میر سرفراز احمد بٹی (وزیر داخلہ): شکریہ۔ زمرک صاحب نے جس طرح فرمایا میں آپ کو یقین دالتا ہوں کہ اس سے پہلے انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک application move کی ہے اُس SHO کے خلاف

اور ہمارے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ میں آ رہی ہے، ہم اُنکے خلاف انکو اسی کریں گے اگر کوئی ایسی چیز ثابت ہوئی تو ہم یقیناً ان کو سزا دیں گے۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔ جہاں تک بی بی نے محترمہ غزالہ کی بات کی، وہ ہماری کیپنٹ کی معزز ممبر ہی ہیں۔ میرے نوٹس میں اس سے پہلے یہ بات نہیں تھی میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ کل وہ اپنا کوئی نمائندہ میرے پاس بھیج دیں، کل چھٹھی ہے پرسوں، یا کل مجھے ٹیلیفون کریں ہم اسکا بھی نوٹس لیں گے میں انکو بھی مکمل تحفظ کی یقین دلاتا ہوں۔ اور تیرا جو معاملہ۔

جناب اسپیکر: جی میڈم احکام کریں۔

محترمہ حسن بانور خشانی: ایک زمیندار کا اگر کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو اُسکے پاس اتنی income تو ہوتی ہے کہ وہ اگلے ایک دو سال کیلئے اپنا سلسہ جاری رکھ سکتا ہے۔ لیکن جو کسان اور مزدور ہوتے ہیں اُنکی تو ساری dependent اُسی پر اگر ان کیلئے خصوصی معاوضے کا اعلان کریں۔

جناب اسپیکر: میڈم اعلان نہیں ہوگا۔ پہلے انکو اسی ہو جائے پھر دیکھتے ہیں۔

وزیر داخلہ: جناب اسپیکر! ہماری گورنمنٹ آف بلوچستان کی compensation کی ایک پالیسی ہے ہم اُس پالیسی کے تحت انکو اسی کریں گے اگر انکا کوئی نقصان ہوا ہے تو ہم یقیناً ان کے نقصان کا ازالہ کریں گے۔ آغا صاحب نے ٹاورز کی بات کی دیکھیں ہم شروع دن سے کہہ رہے ہیں بلوچستان میں جو امن و امان کی صورتحال ہے اور اس پر مکمل ایک debate کا جстро ح آپ نے خود فرمایا مزید ہوگی۔ لیکن یہ تمام معاملات اُس وقت ہوں گے اسی حوالے سے گورنمنٹ آف بلوچستان ایک APC بھی بلوار ہی ہے۔ یہ جو insurance ہے جو دھنگرد ہیں جو National assets کو اڑاتے ہیں اُسکے بارے میں یقیناً گورنمنٹ آف بلوچستان بڑی سنجیدہ ہے۔ اور ہم بہت جلد اس کیلئے ایک روڈ میپ دینگے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: یا آپ مجھے اندراZ 20 تاریخ تک حال احوال دیں ہاؤس کو کہ آپ نے کیا کارروائیاں کرائی ہیں تاکہ ہمیں پتا ہو آپ ہاؤس کو اعتماد میں لیں۔ جی عاصم کر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میر محمد عاصم کرد گیلو: ہمارے colleague نے کافی باتیں کی ہیں۔ اُنہیں ایک بات کا اضافہ میں بھی کروں CM صاحب بیٹھے ہیں۔ اسپیکر صاحب! ہمارے زمیندار انتہائی پریشان ہیں۔ آپ نے کہا کہ جکو، جبیب اللہ کوٹل جس سے تقریباً 180 یا 160 میگاوات something بھلی بلوچستان کے زمینداروں کو ملتی تھی۔ اور تھمل سے بھی 30، 25 میگاوات بھلی ملتی تھی جب سے اسکی گیس بند ہے۔ میں سمجھتا ہوں سردی کے دن تھے جو گیس بند کی گئی ہے کوئی نہ کے عوام کیلئے مگر ہمارے زمیندار اسپیکر صاحب! اس سے پہلے انکو دو گھنٹے بھلی ملتی تھی

اب ایک گھنٹہ بھی نہیں ملتی ہے۔ اس بارے میں چیف صاحب سے ملا ہوں میرے خیال میں CM صاحب سنے کو گواہ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سُن رہے ہیں دھیان دے رہے ہیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: میں نے کہا کہ حبیب اللہ کوٹل کی گیس بند کر دی گئی ہے وہ سننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ تو آپ نے ہاؤس میں بھی انکو بہت سُنا اپنے دفتر میں بھی بہت سُنا ہے۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: جی۔ تو CM سے یہی request کرتا ہوں جو آپ نے حکم دیا ہے تھمل پا اور اور حبیب اللہ کوٹل کی گیس بند کر دی گئی ہے۔ ان سے تقریباً 200 میگاوات بجلی بلوچستان کے زمینداروں کو ملتی ہے۔ اس سے پہلے ان کو ایک دو گھنٹہ بکلی ملتی تھی ابھی وہ بھی نہیں مل رہی ہے۔ اُس دن چیزِ میں صاحب سے بات کی تو اُس نے کہا کہ CM صاحب نے ہمیں بند کرنے کا آرڈر دیا ہے کہ کوئی اور گرد و نواح کے شہریوں کے لئے گیس کا مسئلہ تھا۔ مگر CM صاحب! یہ بھی انہیانی اہم مسئلہ ہے جب آپکے زمینداروں کو بجلی نہیں ملے گی اُنکی کاشت کرنے کا ناتم یہی ہے اگر اس سیزن میں نہیں ہوا تو ان کا پورا سال ضائع ہو جائے گا۔ مہربانی کریں انکی گیس دوبارہ بحال کروادیں تاکہ انکا نان شبیہ پورے سال کی گزر بسر اسی پر ہے۔ اگر اس سیزن میں انکی بجلی off ہو گی تو وہ کیسے اپنی فصلات کر سکتے؟ میری اسمبلی کے توسط سے آپ سے request ہے۔ مہربانی کریں یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری آپ سے گزارش ہے، دو مرحلوں میں آپ، ابھی ایک ٹیم آپ اسلام آباد بھیج رہے ہیں وہ کسی اور سلسے میں، اس حوالے سے بھی ہمیں تھوڑا اعتماد میں لے لیں۔ پھر ایک مرحلہ ہم شروع کرتے ہیں۔ جب میرا واپڈا والوں سے رابطہ ہوا انہوں نے ایک چٹھی بھی بھیجی ہے جس میں انہوں نے عنديہ دیا ہے کہ ایک ہفتے تک یہ ناوارز نہیں بن سکتے کم از کم ایک ہفتہ اور لگے گا۔ اور کہتے ہیں کہ کھی کوڈ کھزیا دہ۔ آج انکا ایک مزدور ثا اور پرچڑھا تو اسکو کرنٹ لگا جس سے وہ مر گیا جہاں کام ہو رہا تھا وہ اپنی جگہ ایک مسئلہ ہے۔ گیس والوں کی طرف سے کوئی hopeful situation نظر نہیں آ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب! یہ میں آپ کے نوٹس میں لارہا ہوں۔ یہ ایوان یہ کر سکتا ہے ڈاکٹر صاحب! 20 تاریخ کو جو ہمارا وفد اسلام آباد جا رہا ہے وہ چیزیں وہاں سے کر کے آئیں well-briefed ہوں ان چیزوں کو بھی اٹھائیں۔ 20 تاریخ کے بعد ہم اپنی یہاں special committees کے ان افسروں کو ادھر پیش کراتے ہیں ذرا ان سے جوابداری ہو آپکے سامنے بھی جوابدار ہوں۔ وہ سسٹم بھی کرتے ہیں کہ انکونفیڈی طور پر بھی ہم اُس حالت میں رکھیں کہ یہ لوگ

کام کریں۔ ڈاکٹر صاحب! بلوچستان میں بجلی نہ ہونے کے برابر استعمال ہوتی ہے۔ آپ انکار ریکارڈ منگوائیں نال کہ وہ کتنے میگاوات استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے چودہ سو میں سے سوا گیارہ سو accept کرتے ہیں۔ اور اسی طرح گیس بھی۔ ہم خود 58,57 آریکل دیکھ لیں آپ اس ایوان کو استعمال کریں۔ میں نے پہلے بھی آپکو request کی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ یہ ایوان آپکے ساتھ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے کھڑا ہو۔ تو ہم سب آپکے کیسا تھہر نے کیلئے تیار ہیں یہ بھی نوبت آگئی ہے۔ نہیں تو ایسی شناوائی نہیں ہوگی۔

Dr.Sahib! The floor is with you.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): شکریہ اپیکیر صاحب۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آپ نے تجاویز دی ہیں اور جو ہیں اپیکیر صاحب! میں نے اس پر پہلے ہی عمل شروع کیا جب کوئی میں گیس کے آگئے تو میں نے کال کیا This is the first time کہ فیڈرل گورنمنٹ problems نے quickly response کی۔ جام کمال خود آگئے اور پہلی دفعہ اُس نے او جی ڈی سی، پی پی ایل اور سوئی سدرن کے MD کو لیکر یہاں آئے اُن سے یہاں ہماری میٹنگ ہوئی۔ اور problem اپیکیر صاحب! یہ ہے کہ اس وقت کوئی کی جو سردی ہے اس نے گزشتہ تین سال کی سر دیوں کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ ہماری ہماری total capacity ہے زیارت والے بتایا کہ 150mmcf 180 تک آگیا، بتیا جو ہمارے عاصم بھائی نے کہا اُسکو بند کرنا پڑا تاکہ لوگوں کو گیس ملے۔ اب ایک جانب کوشش ہے کہ یا تو اُس پاپ لائن کو بڑھادیں جس طرح carrying capacity ہی نہیں ہے۔ یا تو یہ ہے کہ زرغون میں جو ہم کوشش کر رہے ہیں 20mmcf کی جو گنجائش ہے اُسکو ہم جلدی لیکر آئیں اور کوئی کو دے دیں۔ دیکھیں نا! کچھ چیزیں خواہشات پر نہیں ہوتیں ہم ان پر already کام کر رہے ہیں۔ اب جو ٹاؤنر گرائے گے ہیں 600 کی بجائے 200 میگاوات جب آئیگا تو یہی صورتحال ہوگی۔ اسی طرح ہم نے جیسے زیارت والے کہا ہم نے لگائے اب انہوں نے ہمیں تحریری دیا ہے کہ جی ہم خضدار، دادا اور ڈیرہ غازی خان، لورالائی اپریل تک مکمل کریں گے۔ لیکن بدعتی سے وہاں کرخ میں لوگوں نے اُنکا کام بند کر دیا ہے کہ جی پہلے ہمیں لائن دے دو۔ اب اُنکی لائن پر 73 کروڑ روپے خرچ آ رہا ہے۔ پھر میں personally خضدار گیا اور کرخ والوں کو بلا یا اُن سے ہاتھ جوڑا بابا! خدا کیلئے چھوڑو۔ ایک تو وہ کام نہیں کرتے، 2006ء کی لائیں ہیں۔ جناب اپیکیر! ہم اس ہاؤس کو ensure کرتے ہیں کہ ہم تمام چیزوں کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں۔ لیکن بات پھر وہی ہے۔ جیسے عاصم نے کہا۔ پرسوں پھر میں نے سوئی سدرن کے ایم ڈی کو خود فون کیا۔

کیونکہ میرے پاس کیسکو چیف آیا کہ جی! آپ اسکو بحال کریں otherwise ہمارے پاس 200 میگاوات سے زیادہ نہیں ہے۔ تب میں نے سوئی سدرن کے ایم ڈی کوفون کیا کہ جی! یہ ہمارا problem ہے جو ہمارا پاور ہاؤس ہے اسکو چلانیں۔ اس نے کہا کہ سپلائی اور ڈیمانڈ میں اتنا گیپ ہے۔ ہم تو لگے ہوئے ہیں اسپیکر صاحب لیکن حقیقتاً یہ ہے کہ یہاں چوری بھی ہے گیپ بھی ہے اور mismanagement بھی ہے۔ لیکن میں اپنے دوستوں کو assure کرتا ہوں یہ بھی بہتر ہو گا کہ آپ سب کو بلائیں پارلمیٹر نیز کیسکو والوں کو اور سوئی سدرن والوں کو تاکہ مسلسل ہم لوگ ان پر کام کریں تب جا کے۔ اگر ہم اپنی پائپ لائنوں اور ٹرانسمیشن لائنوں کو ٹھیک نہیں کریں گے تو ہماری خواری ضائع ہو گی۔ ہم شروع دن سے اس پر لگے ہوئے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں جیسا کہ زیرتوال صاحب نے کہا آپ انکو بلوائیں۔ اپوزیشن کے دوستوں اور coalition کے دوستوں کو بلائیں اُنکے سامنے frankly بات رکھیں۔ میں تو بارہا ہوں لیکن آپ بلائیں گے اُسیں اور بھی وزن ہو گا۔ thank you

جناب اسپیکر: مجید خان صاحب! اب اختتامی کلمات۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: ایک اہم موضوع پر جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: بس معاملے کو close کریں۔ ایک تو ہمارے صابر بلوچ صاحب کو بہت late خیال آتا تھا وہاں سینٹ میں ایک آپکو۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: نہیں جناب اسپیکر! concerned issue نہیں یہ کوئی اور مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: جناب اسپیکر! ہمارا کوڑک ٹاپ بند ہے اور یہ وقفہ و قنے سے کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ وہاں NHA کے پاس کوئی ڈوزر ہے نہ گریڈر۔ CM صاحب بیٹھے ہیں C & W kindly ڈیپارٹمنٹ کو اور NHA کو بھی instruction دے دیں کہ کوڑک کو 24 hours کھلننا چاہیے۔

جناب اسپیکر: بالکل انٹریشن روٹ ہے اسکا نوٹس لیں۔ جی۔ میڈم! اور کیا problem ہے؟

محترمہ حسن بانور خشافی: یہ پتا نہیں میرے باقی ساتھیوں نے محسوس کیا ہے یا نہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ آپ بولیں۔

محترمہ حسن بانور خشافی: آج عصر کی اذان کی آواز ہال میں گونجی نہ مغرب کی صرف ایک سائز ہے۔

اب سائز نمازوں کیلئے تھایا اقلیتی اراکین کے لئے؟ آپ سے request ہے کہ جو بھی ہمارا ٹائم ہے

عصر اور مغرب کی اذان یہاں باقاعدہ ہمیں سنوائی جائے۔

جناب اسپیکر: بالکل نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور جب نماز پڑھنے جائیں تو پھر واپس جلدی لوٹا کریں۔ نماز کے بہانے، پندرہ منٹ کی نماز اور پینٹا لیس منٹ کے بعد پھر ایوان میں لوٹتے ہیں حقوق العباد پلے جاتے ہیں۔ ابھی ہم House adjourn کرتے ہیں۔

Till Wednesday 15th of January 2014 11:00 AM. Thank you very much.

(اسمبلی کا جلاس شام: 6:45 بجے 50 پر اختتام پزیر ہوا)

